رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انی اٰوی القریۃ

الحکم

چہ گویم باز گر آئی چہ بادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے
خواص و معاونین سے
ہندوستان سے باہر
غیر مذاہب والوں سے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع و مسکین
کم آمدنی والے لوگوں سے

عـ ۔ ے ۔ ے ۔ ۱۲ ۔ ۱۲

نمبر ۲۳ و ۲۴ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۷ و ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء | جلد

ریمارک

مرقع جنگ ٹرکی و یونان ۔ یہ تین سو بہتر صفحہ کی کتاب جس میں ۲۰۰ کے قریب نقشے اور تصاویر ہیں منشی عبد القادر صاحب نائب مالک رفاہ عام پریس سے ساڑھے ہورہ کے سٹیم پریس میں چھپوا کر حصہ اول کے نام سے شائع کی ہے۔ اس میں سلطان عبد الحمید خان صاحب فرمانروائے سلطنت عثمانیہ آجتک کے حالات اور واقعات تفصیل کے ساتھ دیئے ہیں۔ اور ساتھ ہی آل عثمان اور جزیرہ کریٹ و یونان کے واقعات بھی درج کئے ہیں تصویروں اور نقشوں کے ذریعہ سلطنت ٹرکی جزیرہ کریٹ اور یونان کے تاریخی اور جغرافیائی حالات کو واضح کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تصاویر اور نقشہ جات کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی۔ ہم سرسری طور پر اس کتاب کو دیکھ سکے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ لائق مصنف نے بڑی محنت اور کوشش سے واقعات کو جمع کیا ہے اور عمدہ طور پر ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ جہاں ترکوں کی بہادری اور دیانت داری کا پتہ لگاتا ہے وہاں یورپ کی چالاکیوں اور شورہ پشتیوں

کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ بہرحال یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے قیمت عہ مصنف سے مل سکتی ہے +

برق اسلام ۔ لوثار یہ دہرم پال کے ترک اسلام کا جواب ایڈیٹر انوار الاسلام کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ آریوں کے ساتھ علمی مقابلہ میں انوار الاسلام عرصہ سے اچھا کام کر رہا ہے۔ اس لحاظ سے اس کو خاص مہارت حاصل ہے اگرچہ ہمیں افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خوشہ چین ہے لیکن کبھی اس کا نام نہیں لیا۔ اور اس طرح پر وہ ایک شہادت حقہ کے چھپانے کا خطاکار ہے۔ یہ رسالہ ۳۲ جز و پر شائع ہوا ہے اور قیمت صرف ۳ر رکھی ہے جو اصل لاگت کے برابر ہے۔

ترک وید جو حصہ اس میں لگایا گیا ہے بہت لطیف ہے۔ البتہ دیباچہ ہم نے پسند نہیں کیا جو **ذاتیات** پر ترکت ہو گیا ہے۔ تاہم یہ کتاب قابل قدر ہے۔ اور کثرت سے شائع ہونی چاہیئے مصنف سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے۔

اتحاد اور دلگداز ۔ مولوی عبد الحلیم صاحب شرر نے اتحاد پندرہ روزہ اور دلگداز رسالے ماہواری پر شائع کرنے شروع کئے ہیں **اتحاد** کے اغراض و مقاصد ہندو مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرنا ہے اور دلگداز

کی وہی شان اور آن ہے جو پہلے تھی اور جس غرض کے لئے وہ پہلے جاری ہوا تھا وہی اب بھی مقصود ہے دونو کی قیمت چار روپیہ سالانہ ہے۔ مولوی صاحب موصوف سے درخواست کرنے پر جاری ہو سکتے ہیں

گولڈن ٹریژری پرائمر ۔ قاضی محمد جلال الدین صاحب مراد آبادی بہت سی مفید کتابوں کے مولف ہیں۔ یہ کتاب بھی انکی ہی تالیف ہے جو انہوں نے انگریزی خوان مبتدیوں کے لئے تیار کی ہے جس میں تدریجاً طالب علم کو ترقی کرنے کے اصول پر سبق تیار کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی روزانہ کاروبار خط و کتابت اور تار نویسی وغیرہ امور کے نمونے دیئے گئے ہیں یہ کتاب ان لوگوں کیلئے جو بطور خود انگریزی پڑھنا چاہتے ہیں مفید ہو قیمت ۸ر محمد زمان برادر زمراد آباد سے ملیگی +

تاج و نشان ۔ یہ کتاب انجمن ترقی اردو کے واسطے لکھی گئی ہے اس کے جدت پسند مولف کی تالیفات سے متعدد کتابیں ہیں جنہیں سے ایک گنج شائگان بھی ہے۔ یہ کتاب ۸ر قیمت پر نیر اعظم بک ایجنسی مراد آباد سے مل سکتی ہے۔ گو قیمت زیادہ کہی جا سکتی ہے مگر نفس مضمون کے لحاظ سے یہ کتاب قابل قدر ہے اس کے

مضامین کی مختصر فہرست یہ ہے۔ دیباچہ۔ تاج۔ سنوگر۔ تاج شاہان ایران۔ پیشدادیان۔ کیانیان۔ ساسانیان۔ سامانیان۔ غزنویان۔ خوارزمیان۔ چنگیزیان۔ تیموریہ۔ صفویہ۔ افشاریان۔ قاچاریان۔ تاج شاہان روم۔ قبل از اسلام۔ سلاطین عثمانیہ۔ شاہان و امرائے انگلستان۔ شاہان روس و متفرق سلاطین یورپ۔ شاہان اودھ۔ و متفرق شاہان ہندوستان۔ سلاطین تیموریہ۔ شاہزادگان تیموریہ ہندوستان۔ بیگمات شاہان تیموریہ۔ تاج شاہان مختلف متعلقہ ہندوستان۔ متفرق و مختلف تاج سلطنتوں کے شاہی و مذہبی و متفرق نشان۔ فوجی وردیوں کے نشان۔ سلطنتوں۔ بادشاہوں اور روساکے نشانات۔ تاج۔ نشانات و منصب کہ جو بعد کو دستیاب ہوئے۔ سلطنتوں کے پھریرے اور ان کی رنگینی۔ والیان ریاست و مشاہیر ہندوستان کے منصب و نشان۔ قطعات تاریخ۔ خاتمہ کتاب۔ تاج و نشان شعر

صوفی سے شکایت کی اُس نے کہا تو بڑا بے ادب ہے کہ اُسکی شکایت کرتا ہے اور جاکر اُٹھا نہیں لاتا۔ وہ اسیوقت گیا اور اُسے اُٹھا کر لے چلا۔ کہتے ہیں کہ ایک نے غیبت شراب پی لیکن دوسرے نے کم پی کر اُسے اُٹھا کر لیجا رہا ہے صوفی کا مطلب یہ تھا کہ تو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کا حال پوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچی بات کا اسکی عدم موجودگی میں اسطرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اُسے بُرا لگے غیبت ہے اور اگر وہ بات اسمیں نہیں ہے اور تو بیان کرتا ہے تو اُس کا نام بہتان ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا ۔ اسمیں غیبت کرنیکو ایک بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے ان میں عیب کرنیوالے بھی ضرور ہوتے ہیں اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ آیت بیکار رہ جاتی ہے اگر سب مومن کو ایسا ہی مطہر ہونا تھا اور اُن سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی تو پھر اس آیت کی کیا ضرورت تھی۔ بات یہ ہے کہ ابھی جماعت کی ابتدائی حالت ہے بعض کمزور ہیں جیسے سخت بیماری سے کوئی اُٹھتا ہے۔ بعض میں کچھ طاقت آگئی ہے پس چاہئے کہ جسے کمزور پاوے اُسے خفیہ نصیحت کرے اگر نہ مانے تو اوس کے لئے دعا کرے اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضا و قدر کا معاملہ سمجھے جب خدا نے اُنکو قبول کیا ہوا ہے تو تمکو چاہئے کہ کسی کا عیب دیکھکر سر دست جوش نہ دکھایا جاوے ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے بلکہ لکھا ہے کہ القطب قد یزنی کہ قطب سے بھی زنا ہو جاتا ہے بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے جلدی اور عجلت سے کسیکو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے کسی کا بچہ خراب ہو تو اُس کی اصلاح کیلئے وہ پوری کوشش کرتا ہے ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہئے بلکہ اُس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔

قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھکر اُسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے۔ تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمۃ کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھکر اُسے نصیحت کیجاوے اور اس کے لئے دُعا بھی کیجاوے دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اُس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔ سعدی نے کہا ہے۔ خدا داند بپوشد و همسایہ نداند و خروشد۔ خدا تو جانکر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا اور شور کرتا پھرتا ہے۔ خدا کا نام ستار ہے تمہیں چاہئے کہ تخلقوا باخلاق اللہ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اُسکی اشاعت اور غیبت کیجاوے۔

شیخ سعدی کے دو شاگرد تھے ایک اُن میں سے حقائق و معارف بیان کیا کرتا تھا اور دوسرا جلا بھنا کرتا تھا آخر پہلے نے سعدی سے بیان کیا کہ جب میں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تو نے غیبت کی۔ غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہیں سکتا۔ جبتک رحم۔ دعا۔ ستاری اور مرحمۃ آپس میں نہ ہوں۔

مرثیہ

برشہادت حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از سید قربان علی صاحب معافیدار ریاست مالیرکوٹلہ

یاد سے بھولا نہ تھا ابتک غمِ آلِ عبا
دشتِ کابل میں کھنچا پھر نقشۂ کرب و بلا
گل باغ حیا پژمردہ آب وفا
باد صرصر نے دماغوں کے پریشان کر دیا
سرزمین وحشیوں میں کیا پڑ معاملہ نے بلا
گردنِ سید پہ رکھتے ہیں سدا تیغ جفا
یعنی حضرت مولوی شہزادہ عبد اللطیف
جو شہِ کابل کا تھا اخوند زادہ رہنما
جس نے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا سر پر تاج
کیا ہی بخشا تھا اُن کو تاجپوشی کا صلہ
کسطرح اُس بیگناہ کو لائے مقتل میں بچشم
سنگساری کے لئے وہ سنگدل اور پرخطا
وہ گلوئے نازک اور وہ شدتِ طوق گران
اور وہ زنجیر سلسل میں سفید دست بلا
سب رکھی کرنے
صف بصف نازان کھڑے سب
دلوں لیکر چلا پتھر اسے کی انتہا
ضرب اول سے سرِ اقدس جھکا سوئے زمین
جان بحق تسلیم ہو کر ذات کو سجدہ کیا
اور کہا یارب رہے دائم امام صلح جو
جان کی کچھ پرواہ نہیں سو جان اسپر ہوں فدا
دیکھ صبر اور استقامت سید مظلوم کی
تھا فرشتوں کی زبان پر آفرین مرحبا
حشر میں کیا عالموں پر یہ نہیں ہوگا سوال
تھا مسلمان یہ۔ یا خونریز سبیل مصطفٰے
اے ولی اللہ ہمیشہ تو روحِ سید پر درود
تاب لکھنے کی نہیں ہے سوزِ سنگِ مرثیا
صبر کر قربان کہ ہوگی حق و باطل میں تمیز
یوں قیامت کے یہ خود ہی فیصلہ ہو جائیگا

(البدر)

تعبیر الرؤیا

اخویم مفتی محمد صادق صاحب نے الحکم مورخہ ۲۳ جون میں جو میری رؤیا کی تعبیر ظاہر فرمائی ہے وہ واقعی درست معلوم ہوتی ہے یہ تاویل مفتی صاحب کے وسعت علم و صحت فراست پر دال ہے کیونکہ اس رؤیا کے بعد میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی سونے کی ڈلی ہے جسکا سنہ کہا ہے اور وہ روپیوں سے بھری ہوئی ہے معبرین نے معانی و اشکال اور اوصاف و خواص کو بڑا دخل ہوتا ہے۔ لہذا ہر ایک چیز جو خواب میں دیکھی جاوے اوس کی تاویل اوس کی عربی وغیرہ نام و شکل و اوصاف و خواص سے لینی چاہئے ابن سیرین فرماتے ہیں الذھب لا محمد فی التاویل لکراھیۃ لفظہ و صفرۃ لونہ و تاویلہ حزن و غرم مال ۔

یعنی اگر خواب میں سونا دیکھا جاوے تو اس کی تاویل اچھی نہیں ہوتی کیونکہ لفظ ذہب خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا کچھ چلا جاوے گا یعنی کچھ نقصان ہوگا اور سونے کا زرد رنگ بھی اچھا نہیں لہذا اس کی تاویل غم و نقصان مال ہے۔ والفضۃ محمود فی التاویل لحسن لفظہ و معناہ الفیض والفضل والفوز والفائدۃ والفرح و صفاء لونہ ۔ یعنی اگر کوئی شخص خواب میں چاندی دیکھے تو اوسکی تاویل اچھی ہوتی ہے کیونکہ لفظ فضۃ فیض و فضل اور فوز و فائدہ اور فرح پر اور اس کا رنگ صفا دلالت کرتا ہے میری پہلی اور دوسری رؤیا ایک ہی واقعہ پر دلالت کر رہی ہیں کیونکہ دونوں رؤیا میں ذہب و فضہ کا واقعہ ہے سونے کے خواص و اوصاف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس غم و نقصان کے بعد نتیجہ تقویت دل و فیضان و فضل ہوگا۔

پس مجھے خواب میں ذہب یعنی سونے کا ایک ٹکڑا اور فضہ کے بہت ٹکڑے دکھائے جانے سے یہی مراد ہے کہ تھوڑے غم و نقصان کے بعد فضل و فیضان و فائدہ و فوز کثرت سے حاصل ہوگا اور یہ بات ان مع العسر یسرا کے مطابق ہے کیونکہ ہر عسر کا لازمی نتیجہ یسر ہوتا ہے۔ میری دانست میں اس رؤیا کا واقعہ اس رؤیا کے دکھائے جانے کے بعد مجھپر واقع ہو چکا ہے اور اب فضل و فیضان ایزدی کا امیدوار ہوں کیونکہ آجکی رات کو میں نے خواب میں خالص چاندی یعنی بہت سے روپے دیکھے ہیں۔ معبرین لکھتے ہیں والدراھم تدل علی الکلام فان کانت جیادا فانھا عکمۃ و کلام حسن و تضا حاجۃ و صلۃ و عدد الدراھم عدد اعمال البر والدراھم الواسعۃ تدل علی دنیا واسعۃ یعنی روپے کئی بات پر دلالت کرتے ہیں اگر خواب میں کھرے روپے دیکھے جاویں تو ان سے مراد علم اور اچھی بات اور روائے حاجت اور نماز کر اور بہت سے روپے اعمال نیک اور اسباب سعید پر دلالت کرتے ہیں اور کشائش رزق دنیاوی کی خبر دیتے ہیں۔

بہرحال رؤیا میں اشیائے مرئیہ کے معانی و اشکال و خواص کا لحاظ رکھنے سے صحت تعبیر میں مدد ملتی ہے عربی زبان میں اکثر الفاظ کا پہلا حرف اپنے معانی مقصودہ پر دال ہوتا ہے جس لفظ کے پہلے حرف ذال یا نون واقع ہو اسمیں خرد ہونا پراگندگی و چلنگی و ذہاب کے معنے پائے جاتے ہیں مثلاً ذہب بمعنے سونا۔ اور چلا جانا۔ ذاب بمعنے گلنا گداختن۔ ذرہ بمعنے پراگندہ۔ ذرے جو ہوا میں اڑتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسا ہی مثال نون۔ مثلاً نفق۔ خرچ کرنا مال سے مال مفید کا مال کرخرچ کرنا نفث۔ جو خون سینہ سے نکلے۔ نفذ۔ نفوذ جاری کرنا و جاری ہونا۔ نثر۔ پراگندہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس لفظ کے پہلے حرف جیم و نون آویں وہاں خفا و پوشیدگی کے معنے پائے جاتے ہیں مثلاً جنین جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے جنت جس میں بکثرت سے درخت ہوں اور وہ درختوں سے چھپی ہوئی ہو جنون۔ ڈھال کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ آدمی اپنے آپ کو چھپا کر کسی کے حملے سے بچائے جن۔ ایک پوشیدہ مخلوق الٰہی کو کہتے ہیں جو ہماری نظروں سے چھپے رہتے ہیں جنون پوشیدگی عقل۔ عقل کا در پردہ ہونا۔ جس لفظ کے پہلے حرف ق آوے اسمیں توڑنے اور قطع کے معانی پائے جاوینگے۔ مثلاً قرض۔ مال کام

سکہ کی ابتدا اسلام مین

گذشتہ اشاعت سے آگے

ان سکون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نمبر ۱ و ۲ کے غالباً وہی سکے ہین جن کے ابتدا مین ضرب کئے جانے کا علامہ مقریزی نے ذکر کیا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مورخون کے جو بیانات دربارہ تقدیم و تاخیر ہین اُن مین در اصل کوئی اختلاف نہین ہے کیونکہ رومی طرز کا سکہ پہلے سے ضرب ہوتا تھا مگر خاص عربی عبارت کا سکہ ۷۶ھ مین ضرب ہوا۔ اگر دوسرے پہلو سے ان سکون پر تفصیلی نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ کس قدر آہستہ آہستہ خالص اسلامی سکہ کی ترویج کے لئے راستہ صاف کیا گیا ہے۔ سکہ نمبر (۱) مین تو کوئی تصرف سوائے اِس کے نہین کیا گیا کہ کوفی خط مین لفظ "بخمس" لکھدیا گیا۔ تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ سکہ ممالک اسلامیہ مین مضروب ہوا ہے اور دوسری طرف اس خیال سے کہ لوگ اس کو جدید سمجھکر کہین برا یا جعلی نہ سمجھین لفظ "طیب" منقوش کر دیا گیا۔ دوسرے سکہ مین رومی و عیسائی علامتون کو قایم رکھکر بسم اللہ کو داخل کر دیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف رفع شک کیلئے پھر لفظ طیب لکھا گیا ہے۔ تیسرے سکہ مین رومی و عیسائی علامتون کو قائم رکھکر ساتھ کے ساتھ اپنی مذہبی اعتقاد کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے اور ایک طرف دو صلیبون کے مابین "محمد رسول اللہ"۔ اور دونون طرف حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ" لکھدیا گیا۔ تثلیث و توحید کا یہ عجیب اتحاد ہے اور اس سکہ پر "طیب" کے لفظ کے نہونے سے پایا جاتا ہے کہ اب لوگ اسلامی سکہ سے مانوس ہو چلے تھے۔ چوتھے سکے سے اور بھی ترقی ظاہر ہوتی ہے کہ علامت صلیب غیر موجود ہے۔ اور پانچوین سکے مین تو خالص وحدانیت کا اظہار ہے گویا کہ ایک مورت ہی موجود ہے۔ چھٹے سکہ مین پوری طرح پر اعلان کر دیا گیا ہے کہ یہ سکہ خلیفہ اسلام کا ضرب کیا ہوا ہے۔ مگر اس کے ساتھ بنظر احتیاط علامت صلیب کو قائم رکھا ہے گو کہ اسکی شکل ایسی بدل دی ہے کہ چاہو تو اُسے کچھ اور سمجھ لو اور رفع شک کیلئے لفظ "وَاف" بھی لکھدیا ہے۔ یہ چھوٹے سکے مسی ہین اور اس سے بھی اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح آہستہ آہستہ خلافت نے خالص اسلامی سکہ کی اجرا کے لئے تیار کیا گیا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ مسی سکہ ایک تو تعداد مین زیادہ ہوتا ہے دوسرے امیر و غریب سبھی کے ہاتھ مین جاتا ہے تیسرے اس کی قیمت اس قدر کم ہوتی ہے کہ کسی کو شک بھی ہو جائے تو بھی اس کا چلن مشکل سے رُک سکتا ہے۔ جب عام طور پر ان ناقص اسلامی سکون کو رواج ہو گیا اور ممالک متصلہ مین بھی وہ بے تکلف چلنے لگے اور ادھر مسلمانون مین بھی خالص اسلامی سکہ پر تصویر ہونے سے ایک قسم کی برہمی پیدا ہو گئی عبد الملک نے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے ۷۶ھ ہجری مین خالد بن یزید کے مشورہ سے خالص اسلامی سکہ جاری کیا۔ اس سکہ مین وہی عبارت تھی جو سکہ نمبر (۷) مین ہے جو ایک سال بعد کا ہے۔ اس مین تمام رومی و عیسوی علامات ترک کر کے صاف صاف لفظون مین خدا کی وحدانیت اور رسول کے نبی برحق اور دین اسلام کے صراط مستقیم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور عیسائیون پر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ ان کا دین باطل اور ہمارا دین حق ہے ان پر زور جملون کے کندہ کرنے سے قیصر روم کا جواب دینا مقصود تھا۔ اور شائد یہ پولٹیکل خیال بھی ہو کہ ایسے پرجوش فقرے لکھنے سے سکون کے مروج ہونے مین مسلمانون کے مذہبی جوش سے بھی مدد ملے گی لیکن میرے خیال مین اصلی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان پرجوش الفاظ سے تثلیث کے مقابل مین توحید کی خوبی اور عظمت کا اظہار ہو اور لوگون کو معلوم ہو جائے کہ بے جان تصویرون سے فصیح الفاظ زیادہ موثر اور معنی خیز ہوتی ہین جب یہ سکہ جاری ہوا تو اُس پر سورہ اخلاص کے کندہ ہونے سے مسلمانون مین پھر ایک جوش پیدا ہوا کہ سکہ ایک ایسی چیز ہے جو مطہر اور غیر مطہر سب کے ہاتھ مین جاتا ہے اس لئے اُس پر ایسی متبرک سورۃ کا منقوش کرنا مناسب نہین ہے۔ لیکن چونکہ اُس سے اعلائے کلمۃ اللہ مقصود تھا اس لئے اس قسم کی نکتہ چینیون کی پرواہ نہین کیگئی اور وہ چند روز مین خود بخود دب گئین۔ سکہ نمبر (۸) کے دیکھنے کو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خالص چاندی کا تھا۔ اور چونکہ اُس کا دور بڑا تھا اس لئے اسمین چند الفاظ اور بھی بڑھا دیئے گئے۔ ہر قسم کے سکون کے نام آخر تک درہم رہے جو رومیون مین قدیم سے مروج تھے غرضیکہ ۱۳۰ھ ہجری تک سکہ کی یہی صورت رہی مگر سنہ مذکور مین اس قدر ایجاد اور ہوئی کہ دار الضرب کا نام بھی لکھنے لگے۔ ۱۲۸ھ ہجری مین ابو مسلم خراسانی نے بنی عباس کی طرف سے اپنا سکہ جاری کیا اور اس مین اپنی دعوت کے اعلان کیلئے بعض عبارتون کا اضافہ کیا اُسکی صورت یہ تھی۔

طرف اول۔ وسط مین "لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ" اس کے گرد مین "لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ" اور حاشیہ پر "بسم اللہ۔ ضرب ہٰذا فی سنہ ثمان و عشرین و مائۃ"۔

طرف ثانی۔ وسط مین۔ "اللہ احد اللہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہٗ کفواً احد" حاشیہ پر حسب معمول "محمد رسول اللہ ارسلہٗ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ و لو کرہ المشرکون" مگر علامات وقف نہ تھین۔

یہ پہلا سکہ ہے جو علاوہ خلفائے وقت کے کسی شخص نے چلانے کی جرأت کی لیکن اس باغی نے بھی اصلی عبارت کے بدلنے کا خیال نہین کیا مگر فقط ایک ایسی عبارت بڑھا دی جس سے اُسکی پالیسی کا اظہار ہوتا تھا اگرچہ کوئی خاص ضرورت نہین ہے۔ لیکن غالباً اس امر کا بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ خلفائے بنی عباس مین پہلا درہم جو عبد اللہ السفاح نے ۱۳۲ھ ہجری مین تخت نشینی کے بعد مضروب کرایا اس مین بھی بنی امیہ کے درہم سے کچھ زیادہ تغیر و تبدل نہین کیا گیا۔ بلکہ تقریباً اس کو اسی حالت پر قائم رکھا البتہ وہ آیات قرآنی جن کے منقوش کئے جانے پر اہل تقویٰ کو اعتراض تھا۔ خارج کر دی گئین۔ اسکی صورت یہ ہے:

طرف اول۔ وسط مین۔ "لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ" حاشیہ پر "بسم اللہ ضرب ہٰذا الدرہم بالکوفہ سنہ اثنین و ثلثین و مائۃ"

طرف ثانی وسط مین "محمد رسول اللہ"

حاشیہ پر "محمد رسول اللہ ارسلہٗ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ و لو کرہ المشرکون"۔ اس مین منصور کے زمانہ مین اس قدر اور ترمیم ہوئی کہ طرف ثانی مین ولیعہد کا نام بھی اسطرح پر درج ہونے لگا۔

"بما امر بہ المہدی محمد بن امیر المومنین"۔ اور مہدی کے زمانہ سے خلیفہ کا نام لکھا جانا شروع ہوا اور ہارون الرشید کے زمانہ مین یہ رواج عام ہو گیا کہ جس صوبہ کے دار الضرب مین سکہ مضروب ہوتا تھا وہان کے والی کا نام بھی اُس پر منقوش کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایسے اکثر درہم اور بعض دینار ہمارے ذخیرہ مین بھی موجود ہین۔ اسلامی سکہ بنی عباس کے دور کے آخر تک تھوڑے اختلاف سے قریب قریب اسی شکل پر رہا۔ چونکہ قدیم سے سکہ اور خطبہ علامت شاہی سمجھا جاتا رہا ہے اور مسلمانون مین صدہا حکمران خاندان ہوئے ہین اس لئے اسلامی سکہ کا مضمون نہایت دلچسپ اور اُس سے تاریخ پر گہری روشنی پڑ سکتی ہے۔ لیکن اُس کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہئے۔

چونکہ مجھکو کئی سال سے سکون کے جمع کرنے کا خبط ہو گیا ہے اور اپنی حیثیت سے زیادہ روپیہ خرچ کر کے بہت سے سکے جمع کئے ہین۔ اور اس فن شریف مین کسی قدر معلومات حاصل ہونے کے لئے سخت محنتین بھی کی ہین۔ اس لئے اگر زمانے نے فرصت دی اور ناظرین نے اس مضمون کو پسند کیا۔ تو کبھی کبھی خاص خاص خاندان کے سکون کے حالات لکھے جایا کرین گے (محمد عزیز مرزا)

صدیقی چودہرین

ملفوظات احمدیہ

۱۲ تاریخ مئی سنہ ۰۴ء بوقت ۱ بجے بمقام گورداسپور درخت جامن کے نیچے کچہری بیٹھے ہوئے حکیم نور محمد صاحب نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ آپ لوگ احمدی جماعت کے جو یہ کہتے ہین کہ طاعون سے ہم بچے رہین گے اسکی وجہ کیا ہے حکیم صاحب نے اس کے جواب مین جو کچھ اس سے تقریر کی تھی وہ سنائی پھر اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف مین فرماتا ہے

قادیان پر طاعون کا اثر

ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیٰمۃ او معذبوھا عذاباً شدیداً۔ یعنے طاعون کا عذاب دو طرح پر ہوگا۔ کوئی بستی اس سے خالی نہ رہیگی۔ بعض تو ایسی ہونگی کہ جن کو ہم بالکل ہلاک کر دین گے یعنے وہ اجڑ کر بالکل غیر آباد ہو جائیگی اور ویرانہ اور تھہ دا اجڑے ہوئے کھنڈرات ہو جائینگی۔ ان کا کوئی نشان بھی نہ رہیگا۔ لوگ تلاش کرتے پھرینگے کہ اسجگہ فلان بستی آباد تھی۔ لیکن پھر بھی پتہ نہ ملے گا گویا طاعون وہان جاروب دیکر اس کو دنیا سے صاف کر دیگی اور کوئی آثار اس کے نہ چھوڑیگی بعض قریے ایسے ہون گے کہ جنکو کم و بیش عذاب دیکر چھوڑ دیا جائے گا۔ اور صفحہ دنیا سے اس کا نام نہ مٹایا جائیگا۔ صرف سرزنش کے طور پر کچھ عذاب انہین نازل کیا جائے گا اور تازیانہ کر کے عذاب ہٹا لیا جائیگا دوسری بہت سے شہر فنا ہون گے گر وہ فنا نہ ہونگے اسیطرح اللہ تعالیٰ نے قادیان کو اس قسم مین شامل کیا ہے اور اس الہام انہ اوی القریۃ سے مراد یہی ہے کہ اور جس طرح باقی گاؤن کو طاعون جاروب دیکر بالکل تباہ نہ کرے گی کہ لوگ تلاش کرتے

بلحاظ قادیان واقعہ یہی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ان بستیوں کیطرح خدا اسکو تباہ نہ کرے گا بلکہ یہ بچی رہیگی الا بطور نادر یا کچھ سزا دے کر اس کو بچا لیا جائیگا ہم نے بار بار جلسوں میں بیان کیا ہے اور لکہا ہے کہ (انہ اوی القریہ) سے مراد یہی ہے کہ خدا نے اس قریہ کو پناہ دیدی ہے کہ وہ طاعون جارف سے بچی رہے اور بالکل فنا نہ ہو۔

خدا نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ باوجود گنہگار ہونے کے اللہ تعالےٰ بغیر عذاب کے چھوڑ دے۔ ایکطرف تو قرآن میں یہ لکھا ہے کہ طاعون سے کوئی بستی خالی نہ بچیگی اور طاعون کی وجہ صرف یہی ہے جو ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم۔ کے الہام سے ظاہر ہے یعنے لوگوں نے جب اپنے افعال اور اعمال سے غضب الٰہی کے جوش کو بڑہکایا اور بدعملیوں نے اپنی حالتوں کو ایسا بدل لیا کہ خوف خدا اور تقوےٰ وطہارت کی ہر ایک راہ کو چھوڑ دیا اور بجائے اس کے طرح طرح کے فسق وفجور کو اختیار کر لیا اور خدا پر ایمان سے بالکل ہاتھ دھو دیا وہریت اندھیری رات کی طرح دنیا پر محیط ہو گئی اور اللہ تعالےٰ کے نورانی چہرے کو ظلمت کے نیچے دبا دیا۔ تو خدا نے اس عذاب کو نازل کیا تا لوگ خدا کے چہرے کو دیکہیں اور اسکی طرف رجوع کریں۔ بعض بستیاں مہلکوں میں داخل ہو کر بالکل فنا ہو جائینگی اور بعض موذیوں میں داخل ہونگی لیکن خالی کوئی نہ رہیگی۔ قادیان مہلکوں میں داخل نہ ہوگی یہی مراد الہام انہ اوی القریۃ سے ہے گناہوں کی سرزنش کرنے کیلئے خدا نے یہان بھی طاعون نازل فرمائی۔ خدا تو فرماتا ہے کہ لو لا الاکرام لھلک المقام۔ یعنے قادیان مہلکوں میں داخل کر دیا جاتا لیکن صرف تمہاری تحریم اور تعظیم سے اسکو مہلکوں میں داخل نہیں کیا گیا جو بچے ہیں اور جو بچیں گے وہ تمہارے اکرام کی وجہ سے بچیں گے یہ تو قرآن کے بالکل مخالف ہے کہ قادیان عذاب طاعون سے بالکل محفوظ رہے۔ ایک طرف تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم۔ دوسری طرف انہ اوی القریۃ۔ کے اگر یہ معنے ہوں کہ قادیان بالکل بچیگی تو ان دونوں کے درمیان تضاد واقع ہوتا ہے۔ دو ضدین جمع نہیں ہو سکتیں۔ ہم نے کبھی انہ اوی القریۃ کے یہ معنے نہیں کئے۔

طاعون تو دنیا کی ہر ایک بستی میں جگی۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ جہان کسی نے دعویٰ کیا کہ فلان مقام میں طاعون نہیں تو اسی جگہ وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ دہلی والوں نے بڑے زور سے لکہا تہا کہ وہ وجوہ سے وہان طاعون نہیں آتی اور ان میں ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہان کے لوگ بہت صفائی رکہتے ہیں دوسرے مچھروں کا وہاں نہ ہونا۔

اب لوگوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان بھی طاعون آگئی۔ لاہور کی نسبت کہا جاتا تہا کہ اسکی سرزمین میں ایسے اجزا ہیں کہ جس میں طاعون کیڑے زندہ نہیں رہ سکتے لیکن وہان بھی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے ابھی لوگوں کو معلوم نہیں ہے لیکن سالہا سال کے بعد لوگ کہیں گے کہ کیا ہوگا۔ کئی لوگ اور دیہات بالکل تباہ ہو جائیں گے۔ دنیا سے ان کا نام ونشان مٹ جائیگا اور ان کے آثار تک باقی نہ رہیں گے لیکن یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہ ہوگی۔

یہ ایک ایسی بیماری ہے عمروں تک چلی جاتی ہے۔ بڑے بڑے قطعے اسی نے برباد کرکے جنگل کر دیے۔ شہروں کے شہر ویرانے بنا دیئے۔ سینکڑوں کوس ایسے غیر آباد کر جاتی ہے زندہ نہ رہے اس سے ہوگئے تو بڑے بڑے شہر بھی حقیقت نہیں رکہتے۔ بڑے سے بڑے آباد شہر کو بھی اگر چاہے تو دو تین دن میں صاف کر سکتی ہے۔

۴ جون سنہ ۱۹۰۷ء

ایک شخص کے سوال پر فرمایا کہ نماز اصل میں دعا ہے۔ نماز کا ایک ایک لفظ جو بولتا ہے وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے۔ اگر نماز میں دل نہ لگے تو پہر عذاب کے لئے تیار رہے کیونکہ جو شخص دعا نہیں کرتا وہ سوائے اس کے کہ ہلاکت کے نزدیک خود جاتا ہے اور کیا ہے ایک حاکم ہے جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ میں دکہیاروں کا دکہ اٹہاتا ہوں۔ مشکل والوں کی مشکل حل کرتا ہوں میں بہت رحم کرتا ہوں۔ بیکسوں کی امداد کرتا ہوں۔ لیکن ایک شخص جو کہ مشکل میں مبتلا ہے اس کے پاس سے گذرتا ہے اور اسکی ندا کی پرواہ نہیں کرتا نہ اپنی مشکل کا بیان کرکے طلب امداد کرتا ہے تو سوائے اس کے کہ وہ تباہ ہو اور کیا ہوگا۔ یہی حال خدا تعالےٰ کا ہے کہ وہ تو ہر وقت انسان کو آرام دینے کیلئے تیار ہے۔ بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے قبولیت دعا کیلئے ضروری ہے کہ نافرمانی سے باز رہے اور دعا بڑے زور سے کرے۔ کیونکہ پتھر پر پتھر زور سے پڑتا ہے تب آگ پیدا ہوتی ہے الحٰی وبلک یومئذن المستقر۔

اس آیت کو قیامت پر چسپان کرنا غلطی ہے کیونکہ اس دن تو خدا کی طرف رجوع کرنا کسی کام نہ آویگا بلکہ یہ اس زمانہ کی حالت ہے کہ طاعون کے بارے میں خواہ کوئی حیلہ حوالہ کریں ہرگز کام نہ آویگا۔ آخر مستقر خدا تعالےٰ ہی ہوگا۔ لوگ جب اس کو مانیں گے تب وہ اس سے رہائی دے گا۔

این المفر بھی اسی پر چسپان ہے کیونکہ دوسری آفات میں تو کوئی نہ کوئی مفر ہوتا ہے۔ مگر طاعون میں کوئی مفر نہیں ہے۔ صرف خدا کی پناہ ہی کام آویگی۔

خدا کیطرف ظلم کبھی منسوب نہیں ہو سکتا جو صادق ہوگا وہ ضرور اپنے صدق سے نفع پاوے گا۔ یہی دن ہے جن کی نسبت کہا گیا ہے۔ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم۔

ویدک مت کے لطائف

ایک اور لطیفہ سنئے۔ ویدک تعلیم کے رو سے تمام نباتات بھی آریوں ہی کی تنسخ شدہ اور متناسخ شدہ روحیں ہیں۔ یجروید باب ۱۲ منتر ۷۴ کا ترجمہ مجموعہ مطبوعہ اجمیر کے صفحہ ۲۹ میں ملاحظہ ہو۔ ایشور کا ایدیش ہے اسی سنسار میں ہم دوبارہ کے جنم لیتے ہیں۔ ایک آدمی کے جرم کا حاصل کرتا۔ دوسری یونیوں کے درجے کے۔ حیوانی پرند۔ کیڑے۔ درخت وغیرہ نباتاتی دونوں جسموں سے سب دنیا کی روحیں اپنے اپنے پاپ اور پن کے پہل حاصل کر رہے ہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۳۸ میں ہے۔ جو شخص بذریعہ جسم کے چوری دوسرے کی عورت سے مباشرت نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ کام بد کرتا ہے اس کا جنم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبوں میں ہوتا ہے۔ کیا اب بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ دیانندی دہرم فلسفہ کا مظہر ہے۔ جو شخص نباتات میں بھی آریوں کی روحیں گھسی ہوئی اعتقاد کرتا ہے اور نہ صرف نباتات میں بلکہ درخت کے ساتھ ہی وغیرہ کا لفظ موجود ہے جس سے ظاہر ہے کہ دیانندی لوگ پتھر کنکر۔ خاک۔ دھول۔ چیزوں میں آریہ پرشوں کی روحیں گھسی ہوئی مانتے ہیں۔ وہ بھی دنیا میں فلسفہ کا نام لے یا کسی طرح بھی شیخی بگھارے۔

این خیال است ومحال است وجنون

دیانند لیو اگر واقعی تمام درختوں اور نباتات میں تمہارے بہائی بندوں ہی کی روحیں متناسخ شدہ اور عقوبت میں گرفتار ہیں۔ تو آپ لوگ سبزی اور نباتات وغیرہ کہان اپنے پیٹ میں ٹھسا ٹھس ڈال رہے ہیں یہ کیا بات ہے کہ تم اپنے بہائی بندوں کو اپنے ہاتھوں سے اس طرح تلف در ضائع کرو۔ آپ کو ان پر درد اور رحم کیوں نہیں آتا کیا انصاف ہے کہ ہری ہری سبزی اور عمدہ عمدہ درختوں کو کاٹ کر اپنے بہائیوں کی متناسخ شدہ روحوں کو دکھ اور ایذا پہونچاؤ۔ کیا ایشر سبزی کہانے کا حکم دیسکتا ہے۔ جب کہ یہی تمہاری مانند جیو آتما ہیں کیا یہ بات ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ۔۔۔ ایک لڑکے کو مروا ڈالے اور دوسرے لڑکے کو اس کا گوشت کہلاوے۔ ستیارتھ صفحہ ۴۲ اور کیا اگر درخت وغیرہ نباتات میں بھی دیانندیوں ہی کی روحیں گھسی ہیں تو کپاس پارچے کو اس پارچے پر کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔ اور پہر تم لوگ تعجب کہانے کو مسلمان اور دیگر اقوام کو کیوں منع کرتے ہو جب کہ آپ سبزی ونباتات کی شکل میں اپنے بہائی بندوں کا گوشت کہانے ہو۔ تم بھی سبزی ترکاری۔ درخت وغیرہ کا استعمال کیوں نہیں چہوڑتے۔ تاکہ دنیا تمہارے وجود سے خالی ہو کر خس کم جہان پاک کا مصداق ہو۔ لئے لگے وہ مذہب جو کپاس پات سبزی درخت وغیرہ میں انسانی روحیں (جیو آتما) تسلیم کرے۔ وہ دوسرے مذہب پر اعتراض کرنے کی جرأت رکہے۔

بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است

بہائیو یہ تو اس زمانہ کا ویدک دہرم ہے۔ جب دنیا ساری جاہل تہی۔ اور کپاس پات درخت وغیرہ ہر شے میں انسانی روحیں مانتی تہی۔ اب سائنس کا زمانہ ہے اس قسم کے باطل اعتقادات اور بیہودہ خیالات سے باز آ جاؤ۔ اور خدا کے سچے ہوئے دین اسلام پر ایمان لاؤ۔ جو دنیا کے تمام انبیاء واولیاء رشیوں اور مہاتماؤں کا مذہب تہا۔ ویدنے تو کسی کو کبھی نجات کا راستہ دکہایا اور نہ دکہائیگا۔ ابھی وقت ہے ورنہ خطا کہاؤ گے گیا وقت پہر ہاتھ آتا نہیں۔

اس بیان سے ویدکی قدامت کا نور ہو رہی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ وید دنیا کے ابتدا کی نہیں۔ بلکہ اس وقت کی ہیں جبکہ اس قسم کے تحریرات عام ہو چکے تہے اور سننے سنانے تک نوبت پہونچی تہی اس کے سوا سننے والا کون ہے۔ خدا یا انسان اگر خدا ہے تو کس سے سنتا ہے اگر انسان ہے تو وید خدا کا الہام کس طرح ہو سکتے ہیں۔ فتدبر۔

دیگ اور ملیڈ لیجئے۔ رگوید مین دعہ ۳ اوعشر رچا مین مین کہ اے ایشور ہم کو دو دعہ دے۔ گہی۔ کہلا۔ گہوڑے گائین وغیرہ وغیرہ عطا فرما۔ چنانچہ گہو کا ایک منتر یہ بہی گائے بہینس کی درخواست۔ اے پرمیشور آپ کی عنایت سے ہمین اس آشرم (خانہ داری) کے اندر گائے۔ بہیڑ بکری وغیرہ جانور۔ اور زمین۔ جو اس علم کی روشنی اور راحت وخوشی وغیرہ بخوبی حاصل ہون اور سب چیزین ہمارے گہر مین ہون۔ اور مذکورہ بالا اشیا حاصل ہوتے علاوہ گہر مین کہانے پینے کا سامان عمدہ اور گہی اور شہد وغیرہ عمدہ عمدہ اشیا خورد ونوش موجود ہون۔ مذکورہ بالا چیزون کو مین اپنی حفاظت اور سکہ کے لئے ہم پہونچاتا ہون ان کے حصول سے مجہ کو عمدہ بہبودی مین اعلے متصدہ حسانی یا موکش کا سکہ اور دنیوی راحت یعنی اقبال وحشمت نصیب ہو۔ اور ہم دوسرون کی بہلائی کرتے ہوئے گرہ آشرم کے اندر مذکورہ بالا دونون قسم کے سکہ کو ترقی دین۔ یجرویدا دہیا ۳ منتر ۴۳ (مندرجہ ہوم سکا صفحہ ۱۰۱)۔

پہر وید مین ایشور کا ارشاد ہے۔

مین پرمیشور اس راج مین جہان دہرم کی پابندی ہوتی ہے قائم ہوتا ہون جس ملک مین علم اور دہرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے۔ وہ میرا مقام مالوف ہے مین اس راج مین فوج کے گہوڑون اور بیلون کو قوت عطا کرتا ہون (یجروید ادہیائے ۳۰ منتر ۱) ہوم سکا صفحہ ۱۴۱۔

پہر یجروید ادہیا ۱۳ منتر ۴۸ مین ہے تُو ہو یون کی مانند سکہ دینے والی سند رو دوان اتا مین تیر تمکو عمدہ طریق سے نزدیک ہوکر نصیحت کرون اپنے مرتبہ والی نیک اولاد مین اتا تیرے گہوڑون وغیرہ گائے وغیرہ۔ زمین وغیرہ۔ کپڑے وغیرہ۔ اور جان کی خالص خدمت کرون

پہر یجروید ۵ باب ۲۰ منتر مین ہے تُو بچہ والے بچہ جان کی بی بی جیسے تو اپنے بچون اور ہاتہی۔ گہوڑون۔ گائے وغیرہ حیوانون سمیت اپنے گہر مین بڑی مستحکم ہو ویسے ہی بچہ کرنے والا تیرا خاوند بہی بڑا مضبوط ہے۔ تو دونون میان بی بی گہی وغیرہ خوشبودار چیزون سے آسمان وزمین کو بہر دو اے بچہ پر نہال عورت تو بیحساب دولت والی اپنے بچہ سے

ولہ واہ یہ عجیب فلاسفی ہے زمین وآسمان کو گہی وغیرہ خوشبودار چیزون سے بہر دینا۔ اتنی خوشبودار چیزین آئین گی کہان سے۔ اور اگر بہی گئین۔ تو دنیا کی دیگر اشیا کہان جگہ پا سکنگی واہ آریہ ستیرا فلسفہ اور واہ دیانندی منطقہ تیرا تماشہ دیسہ لگی۔

اب تو اور تیرا خاوند دنیا کو سایہ کر نیوالا ہو جاؤ

دیانند لوا ہکیا اس پر بہی وید کو ایشور کرت یعنی خدا کا کلام مانو گے۔ کیا وہ خدا جس نے تمام جانورون کو ان کے اعمال کی سزا مین حیوان قالب بخش رکہا ہے۔ آپ ہی یہ دعا سکہا سکتا ہے کہ لوگو اس ایشور سے گایان۔ بہیڑ۔ بکری۔ گہوڑے۔ گہی۔ اور شہد وغیرہ مانگو۔ کیا وہ آپ ہی ایسی دعا کی ہدایت دے سکتا ہے۔ جس سے خدا کی نافرمان۔ پاپی۔ اور مورد غضب حیوانات پیدا ہون۔ کیا ایشور کی خود ایسی مرضی ہو سکتی ہے۔ کہ لوگ ضرور گائیان۔ بہیڑ۔ بکری اور شہد کی مکہیان وغیرہ بنین تا کہ دوسرے آریون کے کام آئین۔ اگر سارے آریے نیک اعمال ہو جائین تو ان چیزون کا۔ تو ان چیزون کا تو وجود ہی نہ ہوگا۔ پہر ایسی دعا سکہانا اور تعلیق بالمحال کیا خدا کا کام ہو سکتا ہے اور جس کتاب مین ایسی ایسی قابل اعتراض باتین لکہی ہین کیا وہ خدا کا کلام ہو سکتا ہے کیا خدا خود ہی ان چیزون کے مانگنے کی ہدایت کر سکتا ہے جن کا وجود گناہون اور پاپون پر موقوف ہے۔ اے آریو! تمہاری عقل کو کیا ہو گیا؟ کیا اسلام کی مخالفت کی یہ سزا نہین ہے۔ جو ایسے ایسے بیہودہ اعتقاد کے قائل ہو گئے۔ سوچو اور غور کرو۔

پہر آریہ مسافر میگزین جالندہر بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱ مین ایک وید منتر کا ترجمہ اس طرح لکہا ہے جسطرح بار بار بل جوت کر کہیتی کیجاتی ہے اسطرح وہ پرمیشور میرے لئے اعلٰے چیزون اور جملہ دشمنون کے ساتہہ گہوڑے وغیرہ مفید جانورون اور غلہ کو میری ضرورت کے موافق بار بار حاصل کرتا ہے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ گائے وغیرہ مفید جانورون کے پیدا ہونے کو احسانات الہٰی مین سے شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ گائے وغیرہ حیوانات کا جنم لینا غضب الہٰی کا نشان ہے۔ نہ خدا تعالےٰ کی رحمت یا احسان کا اگر وید خدا کا کلام ہوتا تو اس کے برخلاف اسمین یہ دعائین ہوتی۔ اے خدا تعالےٰ انسان کو گائے وغیرہ کے جنم لینے سے محفوظ رکہہ دنیا مین کسی انسان کو گہوڑا یا گائے نہ بنا نہ کہ ان مغضوب جانورون کی پیدائش کو احسانات الہٰی کے موقع پر ذکر کیا جاتا اور اسکے وید اور خاتم ایسا اثر رکہتے جیسے گدہے کے سر سے سینگ اور صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وید انسان کو ادنیٰ اور سطحی خیالات کا ایک ذخیرہ ہے جسے سمجہے سمجہے اس قسم کے مضامین وخیالات اور حقائق بیانات بہر دئے ہین جس کو حق اور حقانیت وراستی اور صداقت سے تعلق تک بہی نہین +

تین سوالون کا جواب

حضرت حکیم الامتہ کے حضور ریاست لس بیلہ سے الحکم کے ایک معزز خریدار تین سوال بغرض جواب بہیجکر خواہش کرتے ہین کہ ان کا جواب بذریعہ الحکم شائع ہو اس لئے حضرت حکیم الامتہ نے مناسب سمجہا کہ عام فائدہ کے لئے ان سوالات کا جواب شائع کر دیا جاوے

ایڈیٹر

سوال اوّل وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيد مین ضمیر موتہ یکون مسیح علیہ السلام کیطرف راجع نہ سمجہی جاوے جس سے کہ کل اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کا منشا آیتہ پورا ہو۔ ورنہ کل اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کی بشارت کے معنے ناقص رہ جاتے ہین۔

الجواب۔ قرآن کریم کی کسی آیت کے معنے کرنے کے لئے منجملہ بہت سے اصولون کے یہ اصل یاد رہنی چاہئے۔ کہ قرآن کریم کے معانی خود قرآن مجید اور فرقان حمید مین دیکہے جاوین اور پہر اسماء الٰہیہ کے خلاف کسی لفظ کے معنے نہ لئے جاوین۔ ایسا ہی تعامل سے جس کا نام سنت ہے معانی نے اور اس کے باہر نکلے اور سنن الٰہیہ ثابتہ کی خلاف ورزی نہ کرے اور لغت عرب اور محاورات ثابتہ عن العرب کے خلاف نہو۔ پہر عرف عام سے جسکو عرف کہتے ہین معانی باہر نہون۔ احادیث صحیحہ ثابتہ کے خلاف نہون۔ کتب سابقہ کے مسلمہ حصون کے خلاف نہون۔

قرآن مجید کے ترجمہ کرنے مین جن لوگون نے ان اصولون اور دوسرے اصولون کی پرواہ نہین کی انہون نے غلطی کہائی ہے خصوصاً مستشرقین ومخالفین اسلام اسی اصل کے نہ سمجہنے کی وجہ کو اعتراض کرتے ہین اور افسوس کہا جاتا ہے کہ اکثر مسلمان بہی ان اصولون سے ناواقف ہین ورنہ ہم جو کچہ حضرت اقدس مسیح موعود کے متعلق استشہاد قرآنی پیش کرتے ہین ان کے سمجہنے مین انہین دقت نہوتی

مثال کے طور پر آپ اسی آیت کو لیجئے جس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ جو معنے ہمارے مخالف اس آیتہ کے کرتے ہین کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح پر ایمان لے آئیگا۔ یہ معنے اگر کئے جاوین تو اس سے ایسی قباحت لازم آتی ہے جس کا کوئی مسلمان قائل نہین ہو سکتا اور قرآن مجید مین عظیم الشان اختلاف پیدا ہو جاوے گا۔ حالانکہ قرآن کریم کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی یہ زبردست دلیل ہے کہ اسمین اختلاف نہین جیسا کہ فرمایا ہے لوكان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا۔ کیونکہ اس صورت مین معنے آیت کے یہ ہونگے کہ مسیح کے آنے پر سب اہل کتاب اس پر ایمان لے آئینگے اب جائے غور ہے کہ کیا مسیح کی آمد ثانی پر وہ سب اہل کتاب جو اس وقت سے پہلے مر چکے ہونگے پہر زندہ ہو جائینگے؟ جو مر گیا بالکل ہو۔ اور کوئی مسلمان ایسا عقیدہ نہین رکہہ سکتا۔ اور اگر یہ ہو کہ صرف اس زمانہ کے اہل کتاب ایمان لائینگے۔ تو پہر کل کہان رہا۔

پہر دوسری خرابی ایسے معنے کرنے مین یہ ہوگی کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح کو بطور وعدہ بشارت دیتا ہے وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة۔ یعنے اللہ تعالےٰ تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت تک غالب رکہیگا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ قیامت تک مسیح کے منکرون کا وجود بہی رہیگا پہر اس آیت کے یہ معنے کسطرح صحیح ہونگے؟ اس کے سوا دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة یعنے ہم نے قیامت تک عیسائیون اور یہودیون مین عداوت اور بغض ڈالدیا ہے۔ سورۃ المائدہ۔ رکوع ۳۔

اس آیت سے بہی صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہودیون اور عیسائیون مین قیامت تک بغض اور عداوت کا رہنا لازمی ہے۔ لیکن آیتہ ان من اهل الكتب کے وہی معنے تسلیم کئے جاوین تو اس آیتہ کا مضمون صادق کسطرح ٹہہرے گا۔

پہر ایک اور آیتہ ہے۔ والقينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة یہ آیتہ بہی اس مضمون کی ہے اور پہر ایک آیتہ لا يزالون مختلفين بہی یہی ظاہر کرتی ہے۔

ان تمام آیات پر یکجائی نظر کرنے سے یہ امر نہایت صفائی کے ساتہ کہل جاتا ہے کہ یہود اور عیسائیون مین قیامت تک مخالفت اور عداوت باقی رہیگی۔ لیکن اگر کے مسلمان نے آمین تو پہر ان آیات کی معاذ اللہ۔ تکذیب کرنی پڑے گی بلکہ **قرآن مجید** پر اعتراض کرنے کا موقع دینا ہوگا۔

اور ہماری تو سمجہ مین ہی نہین آتا کہ یہودی اور عیسائی باہم مل کسطرح سکتے ہین کیونکہ یہودی مسیح کی نبوت تک کے بہی قائل نہیں بلکہ ان کو معاذ اللہ ملعون ٹہہراتے ہین اور عیسائی ان کو خدا بناتے ہین۔

اور توریت میں کسی نبی کے آنے کی کوئی بشارت دی نہیں گئی۔ اگر بفرض محال ان سبی لیا جاوے کہ وہ توریت کو چھوڑ کر مسیح کو مان لیں گے تو وجہ اختلاف باقی نہ رہیگی اس کے علاوہ ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ یہودیوں نے اول مسیح کا انکار کیوں کیا؟ اسکی وجہ تو وہی ملاکی نبی کا صحیفہ تھا جسمیں مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کا آنا لکھا تھا۔ اور یہی سوال علماء یہود نے مسیح سے کیا تھا۔ جنہوں نے ایلیا کا آنا بڑے رنگ میں بتایا۔ اب انکی دوبارہ آمد پر خواہ وہ بفرض محال آسمان سے ہی اترے کیوں نہ نظر آجائیں یہودی جب تک ایلیا کو اترتا نہ دیکھ لیں گے کبھی مسیح کو مان ہی نہیں سکتے۔ پس ایسا خیال نہ صرف قرآن کریم کی ان آیات کے متعارض اور مخالف ہے بلکہ عقلی دلائل اور مشاہدہ بھی اس کے خلاف ہے اور علاوہ ازیں مسیح پر ایمان لانے سے مسلمانوں کو کیا فائدہ اور خوشی؟ اسمیں یہ تو کوئی ذکر نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاویں گے۔ غرض یہ معنے جس رنگ اور پہلو سے دیکھو غلط ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ اس آیت کے وہ معنے کئے جاویں جو قرآن کریم کی کسی آیت کے متعارض نہ ہوں بلکہ مصدق اور موید ہوں۔ چنانچہ وہ معنے ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں ان معانی میں کسی تاویل رکیک کی بھی ضرورت نہیں پڑتی اور قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کرنیوالے ہیں اس آیت سے اوپر قتل مسیح یا ان کے مصلوب ہونے کی بحث اللہ تعالیٰ نے شروع فرمائی ہے۔ جیسا فرمایا۔ وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما۔ وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا

اب یوں ترجمہ کرو کہ اس قول پر نظر کرو کہ ہم نے یقیناً مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کا رسول ہے قتل کر دالا۔ حالانکہ انہوں نے نہ اس کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب دی لیکن یہ ان پر مشتبہ ہوا کہ وہ مشابہ بالمصلوب ہو گیا اور بے شک جو لوگ قتل مسیح میں اختلاف کرتے ہیں وہ اس بارہ میں شک میں ہیں ان کو اس قتل کا یقینی علم نہیں وہ صرف ظن کی اتباع کرتے ہیں یہودیوں نے یقیناً اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو طبعی موت سے وفات دیکر ان کا رفع کیا (جو مقتول یا مصلوب کا نہیں ہوتا) اور اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم ہے۔

اور کوئی بھی اہل کتاب میں سے نہیں جو قتل مسیح پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لاتا ہو۔ اور قیامت کے روز مسیح ان پر گواہ ہوگا۔ ان آیات پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مختلف طرز اور رنگ میں **نفی قتل** کی ہے۔ اور یہی مضمون زیر بحث چلا آتا ہے۔ اور یہ واقعات اور مشاہدہ صحیحہ کے موافق ہے۔ کیونکہ ہر ایک یہودی اور عیسائی نے مسیح کے اس **قتل بالصلیب** کو اپنا ایمان ٹھہرا لیا ہے عیسائی تو اس پھانسی کو کفارہ کے رنگ گناہوں میں ایمان لاتے ہیں اور یہودی ان کے رد مائے نبوت کے ابطال کیلئے۔ ایسی صورت میں لیؤمنن بہ کے معنے کیسے کھلے اور صاف ہیں۔ ہر ایک یہودی اور عیسائی اس پر ایمان لایا ہے اور لا رہا ہے اور لائے گا۔ امید ہے کہ اسقدر تصریح اس آیت کی کافی سمجھی جاوے گی۔ اگر اس پر کوئی اور کلام ہو تو اسپر پھر نظر کیا جا سکتی ہے

سوال دوم۔ سود کے جواز یا عدم جواز پر جو آجکل بحثیں ہو رہی ہیں جناب مرزا صاحب کا اسبارہ میں کیا ارشاد ہے۔

الجواب

حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور متعدد مرتبہ سود کے متعلق مختلف پیرایوں میں پوچھا گیا ہے آنحضرت جیسا کہ قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات اور تعامل اسلام سے پایا جاتا ہے ہر قسم کے سود کو حرام بتاتے ہیں اور کسی صورت میں اس کے جواز کے قائل نہیں اور ہوں بھی کسطرح جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یمحق اللہ الربوا۔ اللہ تعالیٰ نے ربا کے محق کرنیکا ارادہ کیا ہے اور دوسری جگہ فرمایا الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس۔ یعنے وہ لوگ جو سود لیتے ہیں نہیں اٹھیں گے قیامت کے دن مگر اسطرح جیسے شیطان نے مس کر کے انہیں دیوانہ بنا دیا ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانیوالے کھلانیوالے اور اس کے گواہوں اور وثیقہ لکھنے والوں پر لعنت کی ہے۔ اس سے بڑھکر اور تہدید کیا ہوگا اللہ تعالیٰ سود کو حرب من اللہ ٹھہراتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام ٹھہرایا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم لعنت بھیجتے ہیں تعامل اسلام میں کوئی اس کا مجوز نہیں پھر اس کے جواز کی کونسی دلیل شرعی ہو سکتی ہے یہانتک مشاہدہ صحیحہ میں بھی اس کے خلاف ہے۔

بڑے بڑے **بنکوں** کے دیوالے نکلتے آپ نے دیکھے نہیں تو اخبارات میں ضرور پڑھے ہوں گے۔ یہ آفت اسی سود کی وجہ سے آتی ہے۔ اور ایسے باریک در باریک اسباب کے ذریعے سے آتی ہے کہ دوسرے اس کو نہیں سمجھ سکتے۔

جن لوگوں نے **سلطنت** لکھنؤ کے زوال کے اسباب پر غور کی ہے وہ منجملہ اسباب کے ایک وجہ سود ٹھہراتے ہیں جو پرامیسری نوٹوں کے رنگ میں لکھنؤ کے اعیان سلطنت میں مروج ہوا تھا اور آخر انکو اپنے روپیہ کے ضائع ہونے سے بچانے کیلئے وہ رنگ اختیار کرنا پڑا جو سلطنت کی تباہی کا موجب ہوا۔

غرض سود ہر حال میں قطعاً منع ہے۔

سوال سوم۔ موتیٰ کی سماعت یا کلام و طعام کے ثواب کے متعلق مرزا صاحب کیا فرماتے ہیں۔

الجواب

سماع موتے حدیثوں سے ثابت ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حاجت روا بھی ہیں مجھے ان لوگوں پر افسوس آتا ہے جو برخلاف حدیث **سماع موتیٰ** کے تو قائل نہیں لیکن مردوں سے حوائج طلب کرنے میں تامل نہیں کرتے۔

ثواب کے متعلق یاد رہے کہ موتیٰ کو نقدی کا دعا کا ثواب ضرور پہونچتا ہے روزہ اور حج کے ثواب کے لئے بھی احادیث موجود ہیں۔ کلام کے ثواب کیلئے علماء ربانی کی شہادت موجود ہے کہ انہوں نے کشف میں دیکھا پھر احادیث اور آثار بھی اسی باب میں ہیں گو انہیں ضعف ہے البتہ حضرت صاحب کی زبان نہیں سنا کہ کلام کا ثواب کسطرح پہونچتا ہے۔ دعا اور جنازہ کی نماز کا ثواب پہونچنا آپ نے فرمایا ہے +

اسلام اور عیسائیت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

محکمہ تفتیش اور مطبوعات کی نگرانی

چھپنے والی کتابون کی نگرانی کا ایک محکمہ قایم ہوا اور مصنفین اور چھاپنے والے پابند کیے گئے کہ کتابین یا تو محکمہ تفتیش کی اجازت سے چھاپین یا لاٹ پادری سے قابل طبع ہونے کی تصدیق حاصل کرین - جو شخص خلاف ورزی کرتا کتابین تلف کردی جاتین - پریس ضبط ہوجاتے اور وہ خود یا خود ہو کر کلیسا سے محروم کرایا جاتا - محکمہ تفتیش کو تاکید تھی کہ کیتھولک عقاید کے خلاف کوئی کتاب شایع نہو - کلیسا سے محرومی کے علاوہ اصحاب مطابع پر سخت جرمانہ بھی ہوتا تھا -

محکمہ مذکور پادری مارکمینڈا کی درخواست پر قایم کیا گیا - غرض یہ تھی کہ فلسفہ کی روک تھام ہو اور جنوبی فرانس وائل مین ابن رشد کے شاگردون اور شاگردون کے مستفیدین سے اندیشہ تھا کہ علم و فضل کے عام چرچے سے عیسائیت کو نقصان پہونچے گا -

محکمہ نے نیک نیتی سے اپنے فرایض انجام دیئے اور اٹھارہ برس کی مدت مین (۱۴۸۱ء عیسوی سے ۱۴۹۹ء تک) اُس کے حکم سے دس ہزار دو سو بیس شخص زندہ جلائے گئے اور چھ ہزار آٹھ سو ساٹھ شخص شہر مین تشہیر کے بعد پھانسی دیئے گئے - اور ستانوے ہزار تئیس شخصون کو مختلف سزائین دی گئین اور عبرانی زبان مین جسقدر توراۃ کے نسخے تھے سب جلا دیئے گئے -

اس مقدس محکمے مین تحقیقات کا دستور یہ تھا کہ ملزم کو حوالات مین رکھ کر سخت سے سخت سزائین دیجاتین - آخر وہ الزام کو تسلیم کرلیتا اور بیچارہ مصنف کو چار ونا چار اپنی قسمت کا آخری فیصلہ بے رحم پادری کی نامہربانی کے سپرد کرنا پڑتا تھا - لاٹران کی مسیحی کونسل نے ۱۲۱۵ء مین باتفاق آرا حکم نافذ کیا کہ ابن رشد کی فلسفی کتابین جو دیکھے اُس پر لعنت کیجاوے - پادریون نے ابن رشد پر - ابن رشد کی کتابون پر - ان کے دیکھنے والون پر لعنت بھیجنا ایک قسم کی عبادت سمجھتے تھے - لیکن طالبعلمون کا شوق اسپر بھی معدوم نہو سکا - محکمہ تفتیش نے ان مجرمون کو جو تحصیل علم کے پیچھے دیوانے ہو رہے تھے - سراغ لگانا شروع کیا - اور طالب علم کے الزام کے ساتھ تحقیقات بدعت کی بھی ایک شاخ لگا دیگئی - شہرون مین گھرون مین - تہخانون مین - مخزنون مین - سطبخون مین - غارون مین - جنگلون مین - غرض کہ در شگاف و فوق و تحت و ہر طرف - جہان کہین مجرمون کے ملنے کا شبہ ہوتا تلاشی لیجاتی اور اس فرمان واجب الاذعان پر پورا عمل درآمد ہوتا کہ - مین امن و امان کیلئے نہین بلکہ تیغ زنی کے لیے آیا ہون -

تارک الدنیا راہب عبادتگاہون سے - پادری گرجا گھرون سے - مخبر اپنے مکانات سے اور عوام الناس کھیتون - کارخانون - اور اپنی اپنی دکانون سے پکڑ لائے جاتے تھے عقوبت شدیدہ کے ذریعہ سے تہمت کا اقرار کرایا جاتا تھا اور پھر ان کے حق مین عدالت انہین تعزیرات کی تجویز کرتی جو ایسے فتنہ انگیز مذہبی باغیون کے سزاوار تھین یعنی قتل یا احراق -

مجمع لاٹران نے مقرر کیا کہ کنفشن کی رسم کیتھولک مذہب کے طریق پر ہوا کرے اور لوگون کے خیالات کا اس ذریعے سے اندازہ کیا جائے لوگ باہر ہی باہر یکشنبہ کو گرجا مین حاضر ہوتے پادری صاحب آمرزش کی امید دلا کر اُس کے خیالات - اُس کے اہل و عیال شوہر کے خیالات دریافت کرتے - گھر کے واقعات پوچھتے - ہفتے بھر کی ہر چھوٹی بڑی جایز اور ناجایز کارروایون کی جانچ کرتے - اثنائے کلام مین اگر زبان سے لغزش ہوتی تو شبہ پڑ جاتا اور اب حسن اعتقاد کا ہزار سرٹیفکیٹ پیش کیا جائے مگر وہان تحقیقات فوراً شروع ہو جاتی - بالخصوص طالب علم کے اشتباہ پر فوراً تعزیری کارروائیون کا آغاز ہو جاتا -

یورپ مین اس مقدس محکمے کی ایسی ہیبت بیٹھ گئی کہ علمی مشغلے کیطرف کسی کی توجہ ہوئی نہین کہ طوق و زنجیر سے اُسکی تواضع کیگئی ہو - گلیڈسٹن صاحب کہتے ہین کہ اُس زمانے مین لوگ کہا کرتے تھے کہ - عیسائی ہو کر گھر مین اپنی موت سے مرنا ممکن ہی نہین

۱۴۸۱ء مین اس محکمے کی ابتدا ہوئی - اُس وقت سے ۱۸۰۸ء تک تین سو ستائیس برس ہوئے - مقدس محکمے نے اس مدت مین تین لاکھ چالیس ہزار شخصون کو سزا دی جنمین دو لاکھ زندہ جلا دیئے گئے [illegible]

مہمل اور ابتدائی سزا یہ تھی کہ ملزم زندگی سے محروم کردیا جائے سچ ہے عشق ہے تمام ملک عاشقی مین پہلی منزل کا -

مسلمانون یہودیون اور عام اہل علم کے ساتھ عیسائیونکی خصومت

پادریون کو یقین تھا کہ ابن رشد کی کتابین فلسفہ کا سرچشمہ ہین - ابن رشد خود مسلمان تھے اور ان کے حلقہ درس مین عیسائیون کے علاوہ یہودی بھی شریک تھے اور ان خیالات کی اشاعت مین وہ بھی شامل تھے - اہل اسلام اور یہود - دونون فرقون پر کلیسا کا غضب نازل تھا ۳۰ مارچ ۱۴۹۲ء کو حکم ہوا کہ جو یہودی اگستس کا اصطباغ یا مذہب عیسوی قبول نہ کرے اُس پر فرض ہے کہ جون سے پہلے ہسپانیہ سے ملک بدر ہوجائے - بعد اخراج پھر اگر واپس آئے تو اُس کو موت کی سزا دیجائیگی صاحب جائداد پر لازم ہے کہ املاک منقولہ و غیر منقولہ سب فروخت کر ڈالے اور دام نقد لینے کی بجائے زر قیمت کا رقعہ یا تمسک لکھالے -

یعنی ماہ جون مین یہودیون کے جلاوطن ہونے کے بعد - اُن کے مال و اسباب پر تصرف و قبضہ مباح ہے وام نقد دینا نہین محض رقعہ لکھ دینا ہے - دوبارہ ملک مین آسکتے نہین پھر قیمت کسطرح وصول کرین گے - اسی پر کفایت نہین کی گئی بلکہ یہ بھی حکم شایع کر دیا اسپین کا کوئی باشندہ کسی کام مین یہودیون کو مدد نہ دے - غریب یہودی اس طرح نکال باہر کیے گئے - ایک جان لیکر بھاگے تھے - وہ بھی نہ بچ سکی - صعوبت سفر کی وجہ سے اکثر راستے ہی مین ہلاک ہو گئے -

عیسائیت کے آسمانی مذہب ہونے کا ثبوت اُس کے طریق عمل ہی سے واضح ہے - سبحان اللہ اسلام پر تیغ زنی کا الزام رکھین اور مسلمانون کو وحشی کہین اور خود با صد ہزار تہذیب یہ شرمناک سلوک کرین !

تو نے سودا کے تئین ذبح کیا کہتے ہین
یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین

فروری ۱۵۰۲ء مین منادی کی گئی کہ اشبیلیہ اور اس کے مضافات سے دشمنان خدا اسورہا مغربی مسلمان نکل جائین - قید یہ لگائی گئی کہ جو مسلمان مذہب عیسوی قبول نہ کرے - اپریل سے قبل ہسپانیہ چھوڑ دے اور یہودیون کیطرح مال و متاع کسی زمانے مین قیمت ملنے کی امید پر فروخت کر ڈالے احکام کی مراد اس زمانے سے زیادہ قیامت تھا) اس کے علاوہ ایک اور بھی شرط تھی کہ یہان سے نکلکر بلاد اسلام مین نہ جائین اور نہ ایسے راستے سے سفر کرین جس سے اسلامی شہرون مین پہونچ سکتے ہون - در صورت خلاف ورزی سزائے موت دیجائیگی -

ان خانمان بربادون کو ظاہرا اخراج کا حکم تھا لیکن فرمان کا منشا یہ تھا اور یہی ہوا کہ جتنے مسلمان مین سب شکار اجل ہون - سامان سفر لیکر باہر نہین - بلاد اسلام مین وہ جا نہین سکتے عیسائی اُن کے خون کے پیاسے - دار الحرب مین الحق کہین - اور یہ بھی لحاظ اور باد رہتا نہین ہو کہ سے مرنا لازمی تھا - پیروان انجیل نے جس دردانگیز طریقے سے ایک جماعت کثیر کی مسلمان اور صاحب علم ہونے کے جرم پر - جان لی اہل زمانہ کے نزدیک یہ عادلانہ حکم اعلیٰ مذہبی خدمت سمجھا گیا -

بیٹھے بیٹھے حکم دے بیٹھے وہ قتل عام کا
جب کہا یہ کیا کیا تو ہے ناز معشوقانہ تھا

یہ نہ سمجھو کہ ہسپانیہ کی مسیحی گورنمنٹ کی مسلم آزاری سزاوار ہوئی - نہین اس بے دردی کا مزہ اس کو پورا ملا اور مل رہا ہے - مسلمانون کی جلاوطنی سے اس کو طرح طرح کے نقصانات پہونچے ملک کی صنعت و حرفت - زراعت اور خوشحالی سب کو زوال آیا اور وہی ہسپانیہ کا ملک جسکو ایک زمانے مین عیسائی باغ بہشت سے تشبیہ دیتے تھے - اب اسکی سرسبزی بہشت شداد کے وجود و عدم کی تصویر ہے ۱۵۵۶ء مین جب فیلپ دوم تخت نشین ہوا تھا تو اسپین کی سلطنت وسعت و آبادی کے لحاظ سے اُس وقت تمام دنیا مین ممتاز تھی - یورپ - ایشیا - افریقہ اور امریکہ - چارون براعظم مین اس کے سکے بیٹھے ہوئے تھے - اوشیانیا مین اُس کا اقتدار تمام یورپ سے زیادہ تھا - لیکن خدا کی لاٹھی مین آواز نہین - دراصل اُسی کمال کے وقت سے زوال شروع ہوا - حکومت مین گھن لگ گیا اور روز بروز اندر ہی اندر حالت خراب ہو گئی -

ظالمانہ حکومت کا شباب اور ابتدائی ترقی خوش آیند اور نظر فریب ہوتی ہے - لیکن ظالم کا عہد کوتاہ ہی فیلپ کا بیٹا بادشاہ ہوا ہی تھا کہ اُس کے آغاز عہد مین شمالی افریقہ کی اسپینش نوآبادیان بارگنڈی - فلیس - سسلی اور سیلان کو قبضہ آتا رہا ۱۶۳۸ء مین مالکا سیلون اور جاوا قبضہ سے نکل گئے

۱۶۴۰ء مین پرتگال
۱۶۴۸ء مین ہالنڈ اور بلجیم
۱۶۹۷ء مین روسیلون - سارڈینیا اور جزیرہ [illegible]
۱۷۰۴ء مین جبل طارق (جبرالٹر)
۱۸۰۳ء مین لوسیانا - ۱۷۹۵ء مین ٹرینیڈاڈ
۱۸۱۹ء مین فلوریڈا -

۱۸۱۰ء سے ۱۸۲۴ء تک یعنی فقط دس برس کی مدت مین میکسیکو - و نیز ویلا - کولمبیا - اکویڈور - پیرو بالیویا - چلی - ارجنٹائن - آراگوئے - گوئٹے مالا - ہنڈوراس - کوسٹاریکا - نکاراگوئے اور سین سلواڈور - اسپین چھین لئے گئے -

۱۸۹۸ء مین کیوبا - پورٹوریکو - فلپائن اور ماریانا قبضے سے نکل گئے اور اسطرح اسپین کی وہ سلطنت جسکی مقبوضات پر انگریزی حکومت کیطرح کبھی آفتاب غروب نہ ہوتا تھا - ایک ذراسے رقبے مین محدود ہو کر رہ گئی -

پروانہ ازان سوخت کہ بشمع وفا داشت
با سوختگان ہر کہ درافتاد برافتاد

(باقی)

۱۸ ار جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

مہر نبی بخش المعروف عبدالعزیز نمبردار بٹالہ نے عرض کیا کہ میں علاقہ بارے عرف اس خیال میں آیا ہوں کہ ایک تفسیر قرآن لکھوں۔ جس سے لوگوں کے شکوک اور غلط معانی کی اصلاح کروں اگر آپ مجھے امداد دیں تو میں موجودہ ثابت شدہ فلسفہ کے مطابق ترجمہ کر کے دکھلاؤں۔

فرمایا۔ ہمارا مشرب تو کسی سے نہیں ملتا ہم تو جو کچھ خدا سے پاتے ہیں خواہ اسکو عقل اور فلسفہ مانے یا نہ مانے ہم اس کو ضرور مانتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں البتہ اہل عقل سے جو لوگ عقل کی پیروی کرتے ہیں وہ آپکی اس بات پر توجہ کریں تو خوب ہے آپ مولوی نورالدین صاحب سے مشورہ لیں آجکل تراجم کثرت سے شائع ہو رہے ہیں کہ مروجہ فلسفہ کی پیروی میں شائع ہوتے ہیں مگر ہمارا مذہب یہ نہیں ہے۔ پر میں تمکو ایک نصیحت کرتا ہوں اس کو ضرور غور سے سن لو۔ اگر خدا تعالے نے تم سے کوئی ایسا عظیم الشان کام لینا ہوتا تو تمہارا سر اور دماغ اچھا بناتا۔ مگر یہ مصلحت الٰہی ہے کہ وہ اچھا نہیں بنایا گیا بلکہ کمزور بنایا گیا ہے

ع ہر کسے را بہر کارے ساختند

تم اپنے آپ کو خوش باش رکھو اور خدا کی منشا کے خلاف نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کل یعمل علیٰ شاکلتہٖ ہر ایک شخص کرتا اور کر سکتا ہے مگر اپنی بناء پر۔ مثلاً ایک شخص کو تھوڑا ہی صدمہ دیکھکر غشی لاحق ہو جاتی ہے۔ اب اس کو میدان جنگ میں تلوار دیکر بھیجا جاتا ہے کیا وہ توپوں کی آواز ہی سنکر ہی نہ مر جاویگا میں نے خود قادیان میں ایک شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ بکرا ذبح ہوتا ہوا دیکھ لیتا تو اس کو غش ہو جاتا۔ تو اگر قصاب کا کام اس کے سپرد کیا جاتا تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا۔

آپ ارادہ کرتے ہیں اختلاف مٹانے کا اور دماغ اور دل آپ کا بہت خراب ہے ایسا نہ ہو کہ بیماری سلک ہو کر تمہارے اپنے اندر ہی اختلاف پیدا ہو جاوے انسانی قویٰ تو بیشک ہر شخص کو ملے ہیں مگر مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ ڈنگ نہیں کھاتا۔ پس آپ پر اس محنت کا پہلے بھی اثر ہو چکا ہے۔ آپ تم سے کم پہلے تمام ڈاکٹروں سے دریافت کر لیں کہ آپ اس محنت کے قابل ہیں یا نہیں۔ میں تو [illegible]

المستشار مؤتمن۔ کہ ایک امین اور مشفق ناصح ہو کر آپ کو صلاح دیتا ہوں کہ آپ کے قویٰ ایسے نہیں کہ اس محنت کو برداشت کر سکیں۔ دوزخ کے سات دروازے ہیں اور بہشت کے آٹھ ......

" جس رنگ سے اللہ تعالے چاہے یقین عطا فرما دیوے۔ صحابہ کرام .. نے علوم فلسفہ وغیرہ کہاں پڑھے تھے۔ جو اسرار الٰہی طبعیات اور فلسفہ وغیرہ میں بھرے پڑے ہیں جو شخص ان سب کو طے کرنا چاہتا ہے وہ جاہل اور بے نصیب رہیگا۔ مثلاً آگ گرم اور مہلک ہے۔ اس بات کو تو ہر شخص دریافت کر سکتا ہے پر جب اوس کے دلمیں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیوں گرم ہے اور کیوں مہلک ہے تو یہاں فلسفہ ختم ہو جاویگا پس اسرار الٰہیہ کو حد تک کوئی نہیں پہونچ سکتا۔ سچ ہے

تو کار زمین را نکو ساختی۔
کہ با آسمان نیز پرداختی۔

پہلے ضرورت ہے کہ اپنے گھر اور نفس کی صفائی کرو بعد میں لوگوں کیطرف توجہ کرنا۔

دنیا میں چار موٹی باتیں ماننے کے قابل ہیں۔ ملائکہ۔ روح انسانی اور اس کا بقا بعد از مرگ۔ جنات کا وجود۔ خدا تعالیٰ کا وجود۔ لوگوں نے سب سے پہلے جنات کا انکار کیا۔ پھر ملائکہ کا۔ پس وہ باقیوں کو اور منکر۔ اپنی اور خدا کی روح کے قائل ہو بیٹھے۔ یعنے کچھ کرنا اور کچھ نہ کرنا افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض۔ اسمیں پھر دہریوں نے ہی کمال کیا ہے کہ کچھ بھی نہ مانو اور سب کا انکار کرو۔

منشی صاحب مذکور نے سوال کیا کہ قرآن کریم میں بہت سارے لفظ زائد ہوتے ہیں اور ان کے معنے نہیں کئے جاتے۔ ایسا نہ ہونا چاہیے۔

فرمایا۔ قرآن کریم بلکہ ہر زبان میں قرائن ہوتے ہیں اور یہ ایسے بہت سارے محاورے ہوتے ہیں انکو صرف و نحو سے واقفیت نہیں۔

منشی صاحب نے کہا کہ میں نے صرف و نحو خوب پڑھا ہے۔

فرمایا۔ موجودہ مروجہ صرف و نحو ناقص ہے اور ابھی صرف و نحو کو کمال تک ہی نہیں پہونچایا۔ ہر ایک زبان کا ایک خاص محاورہ ہوتا ہے جبتک انسان کی مادری زبان نہ ہو یا اس زبان میں اتنا کمال نہ ہو کہ گویا مادری ہو جاوے تب تک وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ پس اہلزبان کو یا اتفاق زبان کو دریافت کرو اور دیکھو۔ قومی محاورات میں کوئی اہل علم اعتراض نہیں کر سکتا۔

پھر سوال کیا کہ بعض لفظ لکھنے میں آتے اور پڑھنے میں نہیں آتے۔

فرمایا۔ انگریزی زبان ہی کو لیلو اسمیں بھی بہت ایسے لفظ ہیں جو لکھنے میں تو آتے پر پڑھنے میں نہیں آتے۔ میں پھر بھی کہونگا کہ آپ کو صرف و نحو کی واقفیت بالکل نہیں یہ باتیں عمر کیساتھ حاصل ہوتی ہیں آپ کی عمر اس وقت آرام چاہتی ہے اور خیال آپ کو یہ لگ گیا ہے۔

پھر مجھے اس بات کا بھی ڈر ہے کہ کہیں آپ یہ نہ کہدیں کہ مجھے قرآن کی خدمت سے روکدیا ہے۔ بہرحال میں تو پھر بھی یہی کہونگا اور بطور نصیحت کہونگا کہ راحت سے زندگی بسر کرو آپ کا سر بہت خراب ہے بیماری نہ ہو جاوے۔ ہاں ان لوگوں کیواسطے دعا کر چھوڑو کہ اللہ تعالے ان کو ہدایت دیوے اور قرآن سمجھنے کی ہر ایک کو توفیق دیوے۔ مخلوق کے تم ٹھیکہ دار نہیں۔ اپنے آپکو مشکلات میں نہ ڈالو اور نہ تمہارے قویٰ خدا تعالے نے اس لایق بنائے ہیں۔ میں تو ہمیشہ آپکو یہی کہونگا اور یہی نصیحت کرونگا۔ آیندہ آپکو اختیار ہے۔ والسلام۔

مختلف خبریں

زخم سے خون بند کرنیکا ایک عجیب نسخہ

ایک ڈاکٹر نے دریافت کیا ہے اس نے تجربہ کیا کہ زخمی کے بدن سے جسوقت سخت خون بہتا ہو اگر اس کو راگ سنانے لگجاویں تو یا تو خون کا بہاؤ بالکل بند ہو جاوے گا یا کم ہو جاویگا ڈاکٹر موصوف اس عجیب نظارے کی وجہ دریافت نہیں کر سکتا تھا لیکن اب سمجھا گیا ہے کہ نغمہ کا اثر زخمی کو غشی کیحالت میں لے آتا ہے جس کے باعث دل کی حرکت اسقدر کم ہو جاتی ہے کہ خون کا دورہ خود بخود بند ہو جاتا ہے۔

افریقہ کے ایک تاجدار کے پاس لنڈن میں ڈیپوٹیشن گیا کہ وہ افریقہ کے باشندوں میں شراب خواری کو رائج ہونے نہ دیں۔ اس عاقل نے جواب دیا کہ جب یورپ والے شراب بھیجے جائیں گے افریقہ کے باشندے خریدتے جائینگے اگر مے نوشی بند کرانی ہو تو یورپ سے چالان بند ہونا چاہئے۔ جب تک کسی برائی کی جڑ کو نہ اکھاڑا جاوے تب تک شاخوں کے کاٹنے کی کوشش عبث ہے۔

شاہنشاہ چین سخت بیمار ہیں۔ یہ خبر چاروں طرف اخباروں میں پھیل رہی ہے لیکن شاہنشاہ موصوف کی بیماری دنیا کیحالت پر کچھ بھی اثر نہیں ڈال سکتی کیونکہ اصل مالک ملک چین کی انکی والدہ ماجدہ ہیں جو ان کے مرتے کوئی دوسرا کھلونا تخت پر بٹھا دینگی۔

کابل میں بندوق وغیرہ سامان جنگ بنانے کے کارخانے امیر عبدالرحمٰن کے وقت سے کھلے ہوئے ہیں۔ اسوقت کل کارخانجات میں صرف ہیزم کا خرچ چار لاکھ روپیہ سالانہ سے کم نہیں ہے۔ اس بڑے خرچ میں تخفیف کرنے کیلئے امیر حال نے سوچا ہے کہ بجلی سے ایندھن کے اخراجات میں بہت سی بچت ہو جاویگی مگر اسوقت امیر صاحب کو جملہ ہتھیار اور سامان جنگ بڑا مہنگا پڑتا ہے۔ اگر سیدھا یورپ سے بنا بنایا منگاویں تو شاید زیادہ ارزاں پڑے لیکن پایونیر لکھتا ہے کہ یورپ سے سامان خوب منگاتے ہیں جو دقتیں پڑینگی ان کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے اور یہی وجہ ہے کہ امیر اپنے ملک کے اندر اطمینان کیساتھ حرب طیار کروا رہا ہے۔

پوپ روم اسوقت ایک عجیب طرح کی عیسائی مذہبی سوداگری کی بھٹکی کے درپے ہو رہا ہے۔ رومن کیتھولک عیسائیوں میں مردوں کیلئے دعائیں پڑھکر انہیں بہشت میں پہونچانے کا ٹھیکہ پادریوں نے رکھا ہے۔ جہاں یورپ کا ہر ایک آدمی بنکوں میں حساب رکھتا ہے اور خرچ کرتے وقت اپنے بنک پر چک لکھ دیتا ہے اسیطرح رومن کیتھولک پادری بھی اپنے بلوں کا سارا بہشتان مردوں کیلئے خطبے پڑھکر کیا کرتے ہیں۔ اخبار کی قیمت اسطرح ادا ہوتی ہے کہ اخبار کا خریدار پادری ایک سارٹیفکٹ اپنے افسر سے دستخط کرا کے اور خود بھر کے بھیجدیتا ہے۔ کہ بمقابلہ قیمت اخبار کے اسقدر خطبے پڑھ دونگا۔ اخبار کے مالک اس سارٹیفکٹ کو خطبے پڑھانے کے امیدواروں کے پاس فروخت کر کے نقد قیمت جمع کر لیتے ہیں۔ اسیطرح ہوٹل وغیرہ کے بلوں کی ادائیگی بھی ہوتی ہے۔

روئی کی پیداوار پارسال بہت کم ہوئی تھی۔ اب کے سال باموقع روئی کا بیج بو دیا گیا ہے۔ دیکھیے نتیجہ کیا نکلتا ہے جسطرح بارش شروع ہوئی ہے اگر اسیطرح باقاعدہ ہوتی رہی تو امید ہے کہ جسطرح پارسال گیہوں کی فصل نے ملک کو خوشحال کر دیا تھا اسیطرح اسسال بھی روئی کی فصل بیڑا پار کر دے گی۔ افسوس کہ اس ملک میں باوجود ذرائع آبپاشی عمدہ موجود ہونے کے بھی ذرا سی بارش سے ہی فصل کی دگرگوں حالت ہو جاتی ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالکان الحکم کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

مسیح موعود کی تعلیم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانیوالا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنے ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی۔ جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔ کیا اس نے بنی اسرائیل کا ملک اور بنی اسرائیل کا بیت مقدس تمہیں عطا نہیں کیا جو آج تک تمہارے قبضہ میں ہے پس اے سست اعتقاد والو اور کمزور ہمتو کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام املاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت ان سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے خدا نے ان کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ جبتک ... کہ قیامت آجاوے خدا تمہیں نعمت وحی الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹ باندھیگا اور کہیگا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی اور یا کہیگا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جاوے گا کیونکہ اس نے اپنے خالق پر جھوٹ باندھا اور فریب کیا اور سخت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اس مقام میں ڈرو۔ لعنت ہے ان لوگوں پر جو جھوٹی خوابیں بناتے ہیں اور جھوٹے مکالمات اور مخاطبات کا دعوے کرتے ہیں گویا وہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں ہے خدا کا عقاب ان کو سخت پکڑے گا اور ان کا برا دن ان سے ٹل نہیں سکتا۔ سو تم صدق اور راستی اور تقوے اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو جبتک زندگی ہے پھر خدا تم میں سے جس کی نسبت چاہیگا اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کریگا تمہیں ایسی تمنا بھی نہیں چاہئے تا نفسانی تمنا کی وجہ کر سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جائے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمہارے تمام کوشش اسی میں معروف ہونی چاہیے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لئے نہ الہام نمائی کے لئے قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں جنہیں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمہ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھو اور بجز اس کے دیکھنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھ نہ بدنظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہئے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے تجھے اسکی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اسی قدر جیسا کہ ایک دھندلی نظر سے ابتداء نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی شراب مت پیو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پی ورنہ تجھ خدا کی راہ نہیں ملیگی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا۔ اور نہ پلیدیوں سے پاک کریگا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے تم اس سے بچو۔ قرآن تمہیں فقط انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ مت ہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام بلکہ تواصوا بالمرحمہ پر بھی عمل کر اور دوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کیلئے اپنے تمام بھائیوں کو وصیت بھی کر۔ اور قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کی ہر یک ناپاکی پر صبر کر اور طلاق مت دو بلکہ وہ کہتا ہے الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ قرآن کا یہ منشاء ہے کہ ناپاک پاک کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور ان سے بغلگیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے ہیں گو ابھی تکمیل نہیں ہوئی۔ اور غیر کو اپنی برہنگی دکھلا دیتی ہے اور مشرکہ اور مفسدہ ہے اور جس پاک خدا پر تو ایمان رکھتا ہے اس سے وہ بیزار ہے تو اگر وہ باز نہ آوے تو تو اسے طلاق دے سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علیحدہ ہو گئی اب تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں رہی۔ پس تیرے لئے اب جائز نہیں ہے کہ تو دیوثی سے اس کے ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کر دے اور تو مر جاوے اور قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھا بلکہ بیہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کیلئے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضایع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اسکی حکمت تلف ہوتی ہے یہ طبعی امر ہے کہ جب کوئی انسان ایک متنازعہ فیہ امر میں گواہی نہ دے تب فیصلہ کیلئے خدا کی گواہی کی ضرورت ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھہرانا ہے۔ اور قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جگہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ وہ کہتا ہے جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ یعنی بدی کا بدلا اسیقدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہریک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے اور چاہئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت پابندی محل اور مصلحت ہو نہ بے قیدی کے رنگ میں یہی قرآن کا مطلب ہے اور قرآن انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہئے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کیلئے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ اور چاہئے کہ تو ان کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ ان کی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں اور اس بارے میں فرماتا ہے۔ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو۔ پھر اس سے بڑھکر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھکر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنیوالا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خود نمائی نہیں کر سکتا پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کیطرح ہو اور یہ آیت نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کرکے اس کی فرمانبرداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے اور خدا سے ایتاء ذی القربے یہ ہے کہ اس کی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے اور انجیل میں کہا گیا ہے کہ جو لوگ تمہیں لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو تم اپنے دل سے جو خدا کی تجلیات کا گھر ہے فتوے لو کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہئے۔ پس اگر خدا تمہارے دل میں ڈالے کہ لعنت کرنے والا قابل رحم ہے اور آسمان میں اس پر لعنت نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھہرو۔ لیکن اگر تمہارا کانشنس اس کو معذور نہیں ٹھہراتا اور تمہارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اس کے لئے برکت نہ چاہو جیسا کہ شیطان کے لئے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اس کو لعنت سے آزاد نہیں کیا مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری بدظنیاں جھوٹی ہیں اور بہتیری لعنتیں اپنے ہی پر پڑتی ہیں سنبھل کر قدم رکھو اور خوب پڑتال کر کے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندھے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ۔ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اس طرح تم اپنے خدا کو ناراض کر دو اور تمہارے سب نیک اعمال حبط ہو جاویں۔

(باقی آئندہ)

خدا کی ہستی ۱۳

والدین کا ایک عزیز بچہ ہے جو نہایت نازونعم سے اُن کے کنار تربیت مین پلا کر اسکے کچھ سوتیلے بہائی ہین جو برداشت نہین کرسکتے کہ والدین کا التفات اور نظر شفقت اسکی طرف ان سے زیادہ مبذول ہو۔ وہ آپسمین مشورہ کرتے ہین کہ اسکو ایسی دور جگہ پہینکدین جہان وہ بغیر کسی تشکفل اور ولی کے ہلاک ہوجاوے اور اس کے بعد اس کا وجود ان کی رقابت ورشک کی آگ کو اشتعال دینے والا نہ رہے اور والدین کی محبت سوچی انہین کیطرف مائل ہوجائے۔ آخرکار لطایف الحیل سے وہ اس معصوم لڑکے کو جنگل مین دور لیجا کر ایک کنوئین مین پھینکتے ہین۔ اسوقت یہ نظارہ قابل دید ہے کہ ایک معصوم لڑکا جسکی نظر بجز اپنے والدین کی گود کے یار وگرد کی چند محدود چیزون کے اور کسی وسیع چراگاہ مین کبھی چرنے نکلنے نہین گئی اور اس صغرسنی کے ساتھ وہ زمانہ کی نشیب وفراز سے بہی بہت ناواقف ور سادہ بچہ ہے عام مادی نگاہ کیا توقع کرسکتی ہے کہ اس تاریک کنوئین مین اسے کسحالت مین دیکھنے ظاہر ہے کہ اگر وہ ایک معمولی بچہ ہے تو اسے بہت جلد تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر جان دینی چاہئے۔ لیکن خدا کی کتاب مین جسے ہم خدا کی کتاب نہ صرف تحکم سے کہتے ہین بلکہ اس لئے کہ وہ ایسے حکیمانہ واقعات کو اپنے اندر رکہتی ہے اور ان سے بے نظیر الشان لانیوالے کے ثبوت نبوت کیلئے نشان پیدا کرتی ہے۔ اس کتاب مین لکہا ہے کہ اس بھیانک ور خوفناک منظر مین اسے ایک آواز آئی۔ لتنبئنهم بامرهم هذا وهم لا يشعرون۔ مین تجھے قسم کھا کر یقین دلاتا ہون کہ تجھ پر ایک وقت آنیوالا ہے کہ تیری پوزیشن اس وقعت اور اس پایہ کی ہوگی کہ تو اپنی شان وشوکت ورجلال مین ان لوگون کو جنہون نے تجھ کو یہ مفسدانہ کارروائی کی ہے۔ انکی اس شرارت اور مفسدہ کی خبر دیگا اور وہ اپنی پست اور ذلیل حالت اور تیری شوکت وجلالت کے سبب تجھے نہین پہچانتے ہونگے۔

اب یہان ہر ایک سلیم الفطرت کو غور کرنی چاہئے کہ یہ کیسی آواز ہے اسکی دو طرح سے فکر کرنی چاہئے۔ اول یہ کہ آیا وہ آواز اس معصوم بچہ کے توہمات اور تخیلات یا تجارب اور فراست کا سرجوش تہی۔ دوم یہ کہ آیا وہ باللفظ پوری ہوئی۔ یا ایک فضول گپ کیطرح ہوا مین ملگئی۔

خدا کی کتاب نے اس ترکیب اور اسلوب عبارت مین اپنی الوہیت کا جلال اور اپنا ہمہ علم اور ہمہ قدرت ہونا ثابت کرنیکیلئے لفظ لتنبئنهم کو لام تاکید اور نون ثقیلہ سے موکد کیا جس سے غرض یہ ہے کہ یہ اخبار غیب قطعی اور یقینی ہے۔ یہ ترکیب خود اپنی ذات مین ذراسے تامل کے ساتھ اسطرف رہنمائی کرتی ہے کہ یہ آواز اس بچہ کے اندر سے پیدا ہوئی نہین اسلئے کہ اسکا منشا یہ ہے کہ یقینا اور قطعًا ایسا وقت آنیوالا ہے اور کوئی چیز اسکو ٹال نہین سکتی کہ تو کامیاب ہوگا اور تیرے بد سگال دشمن تیری آنکھون کے سامنے ذلیل ہونگے ہمارے پاس اس بات کا تصور کرنیکیلئے کوئی وجہ نہین اور نہ عقل سلیم ایک لحظہ کیلئے بہی اس تصور کو گوارا کرسکتی ہے کہ ہم اس آواز کو اس بچہ کا توہم یا اسکے کسی تجربہ اور فراست کا نتیجہ قرار دین واقعات نے ہمین ثابت کرکے دکہا دیا ہے کہ یہ آواز اس ہستی کیطرف سے تہی جو ان بے علم بچہ کے کان مین آئی جو عالم کی تصریف اور تصرف پر قادر ہے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے ہمین آئندہ دیکہنا چاہئے کہ اس قادر مطلق آواز دہندہ نے اس عالم کون وفساد مین واقعات کو کسطرح اپنے منشا کے مطابق ترتیب دیا۔ اصل مقصود تو یہ تہا کہ اس مہجور ومخذول بچہ پر ایک زمانہ ایسا لایا جائے کہ وہ کامیابی کے تخت پر تاج عزت پہن کر بیٹہا ہو اور اسکے دشمن اسکے سریر شوکت کے آگے دست بستہ کہڑے ہون اس غرض کے سرانجام دینے کیلئے جسقدر انقلاب اور تغیر اسکے ظہور مین آئے وہ صاف طور پر ہمین یقین دلاتے ہین کہ یہ تمام کارروائی اس ہمہ علم اور ہمہ قدرت پاک ذات کی ہے جو اپنے منشا کے مطابق عالم کی تغیر اور تبدل پر ہر آن اور ہر شان مین قادر ہے۔ یہ خاندان جسکا ممبر یہ معصوم بچہ اور اسکے بد اندیش دشمن ہین کنعان کا رہنے والا ہے۔ ان کے گرد وپیش اسوقت ایک ہی ملک تہا جو ہر قسم کی امید اور بیم کا مرجع تہا۔ یہ لوگ اپنے پاس کسی قسم کی حکومت اور شوکت نہین رکہتے تہے لیکن اس پیشگوئی کے موافق ضروری تہا کہ یہ بچہ کسی زبردست حاکمانہ رنگ مین جلوہ گر ہو اسکے لئے بجز اس کے اور کوئی تدبیر نہین ہوسکتی تہی کہ مصر کی عظیم الشان سلطنت مین اسے اقتدار اور جلال حاصل ہو۔

اب ہم دیکہتے ہین کہ واقعات اس غرض کے پورا کرنے کیلئے کسطرح اپنی اپنی جگہ پیچ اور لمبائی سے سمٹ کر ایک نقطے مرکز پر آکر ٹھہرتے ہین کہ جس سے یہ غرض بخوبی حاصل ہوجائے۔ مصر کا ایک قافلہ جو کسی غرض کیلئے دور دراز سفر کو نکلا ہوا ہے اس کنوئین کے پاس فروکش ہوتا ہے جہان یہ بیکس بچہ پڑا ہے ان کا ایک فرد پانی کی تلاش مین اس کنوئین پر آتا ہے لیکن بجائے اس کے کہ وہ صرف حقیر اور نہ سیری بخش پانی کو پاتا اور اسی کو بہت جلد اسے بہول جاتا ایک ایسی گران بہا دولت اسے ملتی ہے کہ جس کے احساس سے وہ چیخ اٹہتا ہے کہ یا بشری هذا غلام۔ اللہ اللہ یہان تو ایک خوبصورت لڑکا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ قافلہ اس لڑکے کو مصر مین پہونچاتا ہے اور آخرکار بعد بہت سے انقلابات کے مصر کی گورنمنٹ مین نہایت ہی ممتاز اور اعلیٰ عہدہ پر منصوب کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکہتے ہین کہ کنعان مین غلہ کی مصیبت اس سختی سے واقع ہوئی کہ کنعانیون کو بجز اس کے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ زندگی کے بقا کیلئے مصر کیطرف رجوع کرین۔ اگرچہ ان دنون مین مصر ان ملکون کیلئے تجارت غلہ کی ایک بڑی مشہور منڈی تہی اور کنعان اور اسکے نواح کے لوگ غلات کیلئے وہین آیا کرتے تہے مگر یہ نازپروردہ اسرائیلی خاندان بہت کم اس سفر کیلئے مجبور ہوتا تہا۔ الحاصل حضرت اسرائیل کے گیارہ بیٹے اپنے باپ سے رخصت لیکر غلہ کی تجارت کیلئے مصر مین آتے ہین اسوقت تک ان کو کوئی علم نہین کہ ان کیلئے مصر مین کیا مقدر ہے وہ اس پر از امید اور کارروائی کو اپنے تیسے مظلوم بہائی کی نسبت زمانہ کی درازی کے سبب شاید لوح حافظہ سے بکلی مٹا چکے ہوئے ہین اور اپنے اعمال کے نتایج کی ذرا بہی پروا یا توقع نہین رکہتے وہ اپنے زعم مین اس امید سے لبریز ہین کہ وہ مصر مین اپنی اغراض کے حاصل کرنے کیلئے جاتے ہین اور بہت جلد اس مقصود کو بامراد لیکر اپنے والد کی حضور مین حاضر ہونگے۔ مگر وہان ایک ایسا واقعہ پیش آتا ہے جو انکی امیدون اور گمانون مین کبہی آنہین سکتا تہا۔ خدا تعالیٰ کا حکیمانہ ارادہ چند واقعات کے واقع ہونے کے بعد انہین ایک ایسے عظیم الشان شخص کے سامنے لاکر کہڑا کرتا ہے جسے وہ تو نہین پہچانتے مگر وہ انہین جانتا ہے۔ اسوقت کی کیفیت اور نظارے کو دل کی کیفیات اور قدر تو نے بہری ہوئی کتاب کا مطالعہ کرنیوالا ہی بہتر سمجہ سکتا ہے جبکہ اس موجودہ وقت کے باجلال گشتہ یوسف ابن یعقوب اور اس پرانے وقت کے کنوئین مین پہینکے ہوئے ناتوان بے بس معصوم بچہ نے جس کے کان مین وہ دلربا آواز آئی تہی۔ لتنبئنهم بامرهم هذا۔ اس موجودہ وقت کے عاجز مگر کسی پرانے وقت کے مغرور ناعاقبت اندیش گروہ کو بجواب اُن کے اس قول ءِانك لانت يوسف) کے کہا۔ . . . . .

قال: انا يوسف وهذا اخى قد من الله علينا انه من يتق ويصبر فان الله لا يضيع اجر المحسنين۔ ہان مین یوسف ہون اور یہ میرا بہائی ہے اللہ نے ہمپر احسان کیا اور اس رتبہ پر ہمین پہونچایا۔ اللہ کا یہ دائمی قانون قدرت ہے کہ وہ متقی اور صابر کو کبہی ضایع نہین کرتا۔

ان واقعات مین اس رنگ ور پہلو سے غور کرنی چاہئے کہ انسان کی منصوبہ بازی اور تدبیر کیا مقاصد اپنے سامنے رکہتی ہے اور ان مقاصد کے بہم پہونچانے کیلئے ایسے سامان اور مواد پیدا کرتی ہے کہ جنپر اس مقصود پیش نہاد کے حاصل ہوجانے کیلئے قطعی کارگر ہونے کا حکم لگایا جاسکتا ہے یا بلفظ دیگر یون کہو کہ ایک میکرلیٹ عام تجربہ اور استقرار کی بناپر علت ومعلول کے صحیح سلسلہ کو مدنظر رکہکر وہ اسباب اور مواد بہم پہونچاتا ہے کہ جنکی نسبت اسکا پورا تجربہ اسکو ہمیشہ مفید ہونیکا یقین دلاتا ہے۔ لیکن باینہمہ ایسے علل اور اسباب پیش آجاتے ہین جو اسکی تمام ساختہ پرداختہ کو خاک مین ملا دیتے ہین یہان اس واقعہ مین غور کرو اسرائیل کے فرزند اپنے سوتیلے بہائی یوسف کے استیصال کیلئے وہ تمام تدبیرین کرچکے مین جو مادی انسان کرسکتے ہین اور فی الحقیقت ایسی ہی تدبیرین کسی مخالف کے ہلاک کرنے کیلئے دنیا مین ہوا کرتی ہین اور ہزارون واقعات گذرے ہین جنہون نے ان تدبیرون کے کارگر اور مفید ہونے کے ثبوت بہی دیئے ہین مگر وہ کیا بات ہے جو ان تمام منصوبون اور کارروائیون کا تار و پود ادہیڑ دیتی ہے یہ ظاہر بات ہے کہ قانون قدرت مین ایسی واقعات کی نظیرین بہت ملتی ہین اور ان سب مین ہم بڑی حکومت اور پورے زور سے یہ دعویٰ کرتے ہین کہ ایک قادر ہمہ علم ہستی ہے جو اجازت نہین دیتی یا اسکی غیرت اس بات کو روا نہین رکہتی کہ ان ذرات کون وفساد پر متصرف ہوکر ہمہ قدرت اور ہمہ ہستی بنجائے۔ مگر اس جگہ ایک بڑی عظیم الشان بات ہے جو علوم نظریہ کی طرح دقیق اور حیرت انگیز نہین بلکہ ایک بدیہی امر ہے اور وہ یہ ہے قبل از وقت ایک پیشگوئی اور دعوے کا موجود ہونا ایسے وقت مین جبکہ دنیا کی کوئی فراست کوئی کسی کوئی تخمین کوئی استقرا کوئی تجربہ یہ حکم نہین لگاسکتا کہ واقعات عالم اس مدعی کے پاؤن اسیطرح چومینگے جسطرح اس دعوے کے لفظون سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس ساری کارروائی مین بڑی دلچسپ بات جو خدا تعالیٰ کی ہستی کی بین دلیل ہے۔ یہی ہے کہ زمین کے فرزندون نے ایک منصوبہ کیا اور اس مین کس آواز کے منطوق کے موافق جو جلالی پیشگوئی سے بہری ہوئی تہی اور ایک ناتوان اور بے سامان بچہ کے منہ سے نکلی تہی ناکام اور نامراد رہے۔ قرآن شریف مین یہ واقعہ بطور پیشگوئی کے لکہا گیا ہے۔ اس قصہ یوسف سے یہ غرض ہے

کو کوئی شخص محدود اور سرسری نگاہ سے سیطرف التفات نہ کرے مگر جب اس زمانہ کے واقعات اور لوازم پیش نظر رکھے جاتیں جب یہ اسی کے منہ سے یہ پیشگوئی کے لفظ نکلے تو بے اختیار اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ عالم الغیب خدا عالم خدا کے الفاظ ہیں۔ جن دنوں میں یہ وحی یا غیب کی بات اس کتاب میں لکھی گئی مصنف ایسے گمنامی کے گوشہ میں زندگی بسر کرتا تھا کہ قریب وجوار کے بہت ہی لوگ بھی اسے نہ جانتے تھے۔ نہ وہ ان دنوں میں گوشہ تنہائی کی لذت اور لطف کے سبب کسی کو دیکھنا پسند کرتا تھا اور نہ اس نے اپنے گرد و پیش کوئی ایسا دلچسپی کا سامان جمع کر رکھا تھا کہ کسی کے دل میں اس کے دیکھنے کی کشش یا خواہش پیدا ہوتی۔ لیکن بتدریج اس پر ایسا وقت آیا کہ جس نے اس اخبار غیب کو حرف حرف پورا کیا اور آج ایک عالم اپنی آنکھوں سے اسکی سچائی کا بے اختیار اعتراف کرتا ہے۔ اس کی مطابق اور موید اسی کتاب میں ایک دوسری وحی ہے۔ جو یہ ہے لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ یعنی خدا کی مخلوق سے تکبر اور تحقیر سے پیش نہ آنا اور خلقت کی کثرت اور ہجوم سے ملول اور دلگیر نہ ہونا۔ اس نادر اور عجیب آواز پر غور اس آواز کا نتیجہ وحی صاف بتاتی تھی کہ یہ شخص ایک وقت میں خلق اللہ کا مرجع و مآب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اب اس خبر غیب کی سچائی کے اتنے گواہ ہیں کہ جن کا گننا نہایت مشکل ہے پھر اسی زمانہ میں اس کتاب میں ایک اور وحی درج ہوئی جس نے بڑی صفائی اور قوت کے ساتھ ان تمام انقلابات اور فتن کی خبر دی جو دنوں سے عجیب ترتیب سے اس شخص کی زندگی میں واقع ہوئے۔

اسیطرح امرتسر کے مقام میں عیسائیوں کے ایک بڑے نامی زعیم اور وکیل کے ساتھ مباحثہ کرنے کے بعد جبکہ ملہم ملک میں اسلام کی سچائی کے دلائل کے بیان کرنے سے فارغ ہو چکا یہ پیشگوئی کی کہ خدائے عالم الغیب اور قادر نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اسلام اور بانی اسلام کے منجانب اللہ ہونے اور خدائے اسلام کے حی قیوم قادر مطلق خدا ہونے کا ثبوت اور عیسویت کے مردہ مذہب اور بے برکت ہونے اور یسوع مسیح کے ایک ضعیف اور بیکس انسان ہونے اور خدائی کے صفات میں سے اس کے قطعاً حصہ دار نہ ہونیکا ثبوت یہ ہے کہ میرا حریف مقابل پندرہ مہینے کے عرصہ میں بشرطیکہ اس اثنا میں حق کیطرف رجوع نہ کرے اس جہان سے رخصت ہو جائیگا۔ یہ بڑی دلیری اور قوت کی بات ہے جو مسلمان اور عیسائیوں کے ایک بڑے مجمع میں روز روشن میں کی گئی۔ اسوقت ان الفاظ کی عظمت اور ہیبت جو سامعین کے قلوب پر طاری ہوئی اسکا صحیح اندازہ حاضرین کے سوا دوسرا شخص کم کر سکتا ہے اگرچہ اس وقت بھی بعض ایسے دل تھے جو ان الفاظ کی قوت اور متکلم کی جمعیت الحمن اور رستا ظاہری اور وجاہت کو ملحوظ رکھ کے یقین کر اُٹھے کہ یہ الفاظ ایک ضعیف بیکس اور محدود الطاقت انسان کے نہیں ہو سکتے۔ مگر آخر کار ہر ایک تیز اور باریک نظر کے سامنے بدیہی طور پر اس پیشگوئی کا نظارہ واقع ہوا۔ اس پیشگوئی میں اصل تنفر اور بہر اور مقصود ایک شخص کی موت تھی جو انسانی علم اور قیاس اور حدس سے بالا تر پیش گوئی تھی لیکن محدود اور کم اندیش عقلوں کے نزدیک پھر بھی اس دعوے میں ایک التباس ممکن تھا کہ کوئی شخص یہ قیاس کرتا کہ پیش گوئی کرنیوالا ایک حاذق طبیب ہے اور حریف مقابل گو بالفعل چست چاق ہے۔ مگر بوڑھا ہے اسلئے نہایت قرین قیاس ہے کہ بعض آثار اور قراین سے جو کسی علم کی بنا پر پیشگوئی کرنیوالے کے نزدیک بین ہوں۔ اور دوسروں کے نزدیک مخفی یہ دعوے کیا گیا ہو۔ مگر اس دوسرے شق نے جو ایک الگ اور ایسی ہی زبردست پیشگوئی تھی یہ ثابت کر دیا کہ یہ ساری باتیں خدائے عالم الغیب کیطرف سے تھیں ایک شخص کی نسبت جو ایک مذہب کا مسلم وکیل اور ساری عمر اس کی طرف سے غیر قوموں کے ساتھ بحث کرنے والا اور اپنی قوم میں دیانت امانت اور اتباع مذہب میں مشہور رہتا ہو۔ اسکی نسبت یہ دعوے کرنا کہ ہلاکت تو بہر حال اسکے لئے مقدر ہے اور وہ ضرور مریگا۔ مگر ایک وقت اس اثنا میں اسکی زندگی میں ایسا بھی آئیگا کہ اس سچائی کا جو اس کے مقابل مدعی نے اپنے پر زور پر تحدی الفاظ میں اس کے سامنے پیش کی ہے اس پر رعب پڑیگا اور وہ برخلاف اپنے عقیدے کے اپنے ایمان میں متزلزل اور متردد ہو کر ایک خام دل کیطرح بزدل ہو جاویگا اور اس انسان خدا پر جسے وہ الٰہ اور بیٹا کہتا تھا اس کا ایمان نہ رہے گا۔ اسلئے وہ چند دن کیلئے اس سزائے موت سے بچ رہیگا۔ چنانچہ آخر کار اس لمبی دوڑ میں جو عجیب نظاروں کے ساتھ واقع ہوئی۔ یہ ثابت ہو گیا کہ اس نے اس استقامت اور استقلال سے جو عیسوی مذہب پر ایمان اور انسان خدا پر توکل کرنیکے سبب اسے چاہئے تھی۔ اپنے تئیں بالکل بے بہرہ ثابت کر دیا۔ اس نے دوست دشمن پر اپنی سرگردانیوں اور پریشانیوں اور شہر بشہر نقل مکان کرنے اور کسیطرح بھی کسی اپنے حامی مددگار سے تسلی نہ پانے سے ثابت کر دیا کہ اسکے دل پر اس پیشگوئی کی سچائی نے بڑے زور سے خنجر مارا تھا۔ آخر کار چونکہ وہ اصل سچائی کے اختیار کرنے سے جس کا مقصد اسلام پر برہنہ طور پر ایمان لانا تھا محروم رہا وہ خدا تعالیٰ کی اس ہیبت ناک گرفت سے مخلصی پا سکا جس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی خدا کی پیشگوئی کی سچائی پر دشمنوں نے پردہ ڈالنے کی بہت کوشش کی۔ جبکہ انہوں نے اپنے ضمیروں اور واقعات کے خلاف یہ مشتہر کیا کہ اس نے حق کیطرف رجوع نہیں کیا۔ یعنی وہ عیسویت پر ایمان اور توکل میں مستقیم الحال رہا۔ مگر پیشگوئی کرنیوالے نے جو غیبی طاقتوں سے معمور تھا۔ ان بے دلیل عذروں سے مقابل میں سکوت اختیار نہ کیا اس نے پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ یکے بعد دیگرے چار اشتہار دیئے جنمیں ایکہزار سے چار ہزار تک روپے کا انعامی وعدہ تھا۔ اس شرط پر کہ عبد اللہ آتھم جو اس پیشگوئی کا نشانہ تھا ایک مجمع میں کھڑا ہو کر اقسم کہدے کہ اس نے حق کیطرف رجوع نہیں کی۔ اس سے دو باتیں حاصل ہونگی ایک یہ پیشگوئی کرنیوالے کی مسلم اور مشہور وجاہت اور اس کے تمام دعاوی ہمیشہ کیلئے خاک میں ملجا تے اور دوسرا اسے زرکثیر کے نقصان کا متحمل ہونا پڑے گا لیکن عبد اللہ آتھم جو اپنی بساط اور کائنات سے پورا واقف تھا اقسم کہانے اور میدان میں نکلنے کی جرأت نہ کر سکا اور یوں ان تمام الفاظ کی سچائی پر اور خدا کی ہستی کے ثبوت پر ابدی مہر لگا کر اس جہان سے رخصت ہوا۔

ایک اور واقعہ جو ملک پنجاب اور ہندوستان میں باوجود سات برس کے گذر جانے کے ابتک ہزاروں کانوں میں زندہ اور تازہ گونج رہا ہے یہ ہے کہ آریہ قوم میں ایک شخص لیکھرام نے جو اسلام کے خلاف بڑی تیز زبانی اور بیباکی سے بولتا تھا اس خدا کے نبی سے درخواست کی کہ اگر اس کا دعوے سچا ہے اور وہ خدا سے ہمکلام ہوتا ہے اور اسلام سچا مذہب ہے تو اسے بھی کوئی ہیں نشان دکھایا جاوے مرزا غلام احمد نبی اللہ نے عالم الغیب قادر مطلق خدا کیطرف توجہ کی۔ خدا نے فرمایا کہ یہ شخص چھ برس کے عرصہ میں عذاب اور سختی کے ساتھ ہلاک ہو جائیگا۔ یہ ممکن تھا کہ کوئی رحمت اور فضل کا نشان ایسے موقعہ پر دیا جاتا جو اس شخص کیلئے حق کیطرف ہدایت کا موجب ہوتا۔ مگر اس شخص کی ثابت شدہ سنگدلی اور بدزبانی اور دلآزاری جزا کے مطابق کی سنت کے طور پر تقاضا کرتی تھی کہ اس کے وجود کے ذریعے ایک ایسا نشان ظاہر ہو جو طبایع پر ایک زلزلہ اور رعب ڈالدے آخر جبکہ مقررہ میعاد کے گذرنے میں بہت تھوڑا عرصہ باقی رہگیا تھا۔ آریہ سماج کا مشہور قوی مضبوط الجثہ اور تیس برس سے کچھ اوپر عمر کا نوجوان لیکھرام لاہور میں شباب اسیطرح مارا گیا جسطرح پیشگوئی کے حرف حرف دعوے کرتے تھے۔ جاننے والے اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ خدا کے کلام میں جو اس شخص کی نسبت نازل ہوا۔ اسکی بھیانک موت وقت موت اور طرز موت کا ایک عرصہ پہلے وہی نظارہ دکھایا گیا تھا جسے وقوع کے وقت حاضر اور ناظر لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ چنانچہ پیشگوئی کے ان اشعار میں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ؎

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمد
الا اے منکر از شان محمد
ہم از نور نمایان محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیابنگر ز غلمان محمد

بترس از تیغ بران محمدؐ میں ایک ہاتھ کی تصویر دکھائی ہے جسکی انگشت سبابہ اشارہ کرتی ہے اس عنوان کیطرف جو لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی" اس شخص کی موت نے آریہ سماج کے گھروں میں وہ ماتم اور شیون برپا کیا جس کا بیان کرنا مشکل ہے تمام پنجاب میں اسطرف سے اسطرف تک ایک شور پڑ گیا اس لئے نہیں کہ وہ ایک آریہ سماج کا ممبر تھا بلکہ اس لئے کہ وہ آریہ سماج کے جدید مذہب اور تازہ جوشوں اور نئے دعووں کا لا نظیر حامی اور موید اور مجسم تصویر تھا آریہ سماج کو اس بات کے احساس نے سخت تکلیف دی کہ ان کے مذہب کے مخالف غلام احمد نبی اللہ کی پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کا مرنا ان کے مذہب کی خوفناک ذلت اور کمزوری کا باعث تھا اس لئے انہوں نے اس کے قتل کے بعد قاتل کی تلاش میں ان تمام انسانی ذریعوں اور ذریعوں کو استعمال کیا جو ایک طاقتور اور زردولت قوم ایسے موقعہ پر کر سکتی ہے اس کے علاوہ پولیس اور فنانس گورنمنٹ نے بھی ان کی مدد میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا مگر تعجب کی بات ہے کہ قاتل کا کوئی سراغ نہ لگا۔ اگرچہ گورنمنٹ اور پھر انگلش گورنمنٹ جو رعایا کے حالات کے جاننے میں تمام دنیا کی گورنمنٹوں سے زیادہ باخبر اور تیز ہیں۔ یہ خوب جانتی تھی اور جانتی ہے اور اس بات کے لئے اس کے پاس کافی ذریعے ہیں کہ مرزا غلام احمد علاوہ اس کے کہ ایک مسلم پاک زندگی بسر کرنیوالا بے شر انسان تھا جس کا دعوے اور نیا دعوے یہ تھا کہ وہ عالم میں پاکیزگی امن اور صلح اور خدا سے سچا تعلق اور بنی آدم سے پاک محبت پھیلانے کے لئے مامور ہوا ہے اور اس کا خاندان یعنے اس کا باپ اور بھائی گورنمنٹ کے نزدیک وفاداری اور جان نثاری میں مسلم تھے۔ اور اس لئے گورنمنٹ کو اس خوفناک قتل کے متعلق شبہ کرنے کی کوئی گنجائش نہ تھی کہ اس کا بانی مرزا غلام احمد صاحب ہو سکتے ہیں لیکن ظاہری قانون کی پابندی ایک فرد رعایا کے استغاثہ کی تائید نے گورنمنٹ کو

کہ حامل قرآن علیہ صلوات الرحمان بھی یوسف کیطرح ایسے ہی واقعات مین مبتلا ہوگا یعنی اسکا آغاز اور انجام بلا تفاوت یوسف کیطرح ہوگا یہ قصہ ایک پیشگوئی کرنیوالے پر ایسے وقت مین وحی کیا جاتا ہے یا یون کہو کہ ایسے وقت مین اس پیرایہ مین وہ اپنے حال کی نسبت پیشگوئی کرتا ہے جبکہ وہ بعینہٖ یوسف کی طرح اپنی قوم اور بھائیون کی طرف سے انتہائی ظلمون اور بیداگریون کے اندہے کنوئین مین پھینکا گیا تہا۔ اور اس کنوئین سے نکلنے کیلئے اس کے ہاتہون مین کوئی زمینی سامان اور مادہ نہ تہا۔ اس کے بالمقابل اس کے حریف یوسف کے ظالم بھائیون سے بدرجہا زیادہ قوی بدرجہا زیادہ باسامان تہے مگر کیسے جلال اور پر شوکت پیرایہ مین یہ آواز اس کے منہ سے اس کے مخالفون کے کان تک پہنچتی ہے لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین یوسف اور اس کے بھائیون کے واقعات مین نشان ہین ان لوگون کیلئے جو اس شخص کے آغاز اور انجام اور واقعات زندگی کی نسبت دریافت کرنے مین۔ اس بات کے ثابت کرنیکیلئے کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئیان در اصل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی مین۔ جو یوسف کے قصہ کے پیرایہ مین بیان کی گئی مین ہمین زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت نہین پڑتی اس لئے اس عظیم الشان نبی کے واقعات زندگی ایسے صاف اور واضح ہین کہ کسی دوسرے کی زندگی مین اس صفائی اور وضاحت کی نظیر نہین ملتی اس یوسفی مشابہت کے اثبات کیلئے ہم مختصراً دکہاتے ہین کہ کسطرح محمد رسول اللہ کے دشمنون نے آپکے استیصال کیلئے منصوبے کئے۔ کنوئین مین تیرہ برس تک وہ دکھ دیئے جو ایک معمولی انسان کے تباہ کرنے کیلئے بہت کافی تہے۔ آخرکار کے آپ کو نکلنے پر مجبور کیا اور اپنے وطن سے بہت دور ایک بیگانہ سرزمین مین آپ پناہ گزین ہوئے۔ مگر ان قومی دشمنون نے اس مسافر پر اس اوپری بستی مین بار بار حملے کئے یہانتک کہ آخرکار مدینہ کی ...... دو طاقتور قومون کو جو اسرائیل کے باقی فرزندون سے وہان سکونت پذیر تہین اور دولت اور ثروت اور طاقت مین اپنے اس پاس کی قومون مین ممتاز تہین اس مہجور خویش وبیگانہ کی تباہی کیلئے اپنے ساتھ ملایا غرض ایک شخص کے ہلاک کرنے کیلئے جسقدر منصوبے ذہنی عقل تجویز کر سکتی ہے۔ عرب کی متفقہ قومون نے اس نبی کے استیصال کیلئے کرکے گر جیسا کہ قبل از وقت پر تحدی پیشگوئی نے خبر دی تہی وہ کامیاب ہوا اور ایسا کامیاب ہوا کہ اسکی کامیابی کی کوئی نظیر دنیا مین نہین وہی شخص جو ناقابل بیان ظلمون کا نشانہ بنکر

ننگے پاؤن ننگے سر صرف ایک رفیق طریق کے ساتہ مردار بیابان مین رستون کو کاٹتا ہوا اور کہنڈرون مین سے گذرتا ہوا بہت دنون کے بعد مدینہ مین پہونچا تہا۔ آخر دس ہزار جان نثارون کے ساتہ اس زمین مین داخل ہوتا ہے جہان سے اسکے دشمن نے نکالکر اپنے آپکو بڑے کامیاب اور بامراد سمجھتے اور اسکی ہلاکت کی خوشی پر اس مین کے پہاڑون کی چوٹیون پر نشان کی روشنی کرتے ہین۔ آج وہ ان کی تمام سرزمینون اور املاک پر اور سب زیادہ انکی مقدس مسجد پر متصرف ہوکر اسکے دروازے مین کھڑا ہوتا اور ان کے تمام معبودون کو جنکی تاثیر اور ضرر اور نفع پر وہ تمام مادی لوگ بھروسہ کرتے اور انہین متصرف عالم مانتے تہے توڑنیکا حکم دیتا ہے اور اسکے سامنے وہ بڑے بڑے سرغنہ اور سردار اور ہبل اور عماید اسیطرح کھڑے ہوتے ہین جسطرح یعقوب کے فرزند مصری یوسف کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوئے تہے یہ وہ لوگ ہین کہ جو عرف اور شریعت اور عقل کے نزدیک اپنے ناجائز افعال کے ذریعہ سے واجب القتل ٹھہر چکے ہوئے ہین اور وہ خود بہی اس بات کو محسوس کرتے ہین کہ اب کسطرح قابل عفو نہین وہ کامیاب انسان ان سے پوچھتا ہے کہ تم میری نسبت اب کس قسم کے سلوک کی توقع رکھتے ہو وہ کہتے ہین کہ تو کریم ابن کریم ہے۔ اسلئے ہم تجہسے توقع کرم اور رحم کی رکھتے ہین وہ انکے جواب مین فرماتا ہے آج مین بھی اپنے بھائی یوسف کیطرح تمہین کہتا ہون لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین اس قول نے ثابت کر دیا ہے کہ تمام سورہ یوسف درحقیقت اسی کے واقعات زندگی کی نسبت پیشگوئی تہی۔

اب ہم ایک طالب حق کو اسطرف متوجہ کرتے ہین کہ وہ ان پیشگوئیون مین اس نگاہ سے غور کرے کہ کیسے وقتون اور کیسے حالات کے ماتحت ہوکر ایک شخص زلزلہ ڈالنے والی تحدی اور دعوے سے ایک بات منہ سے نکالتا ہے۔ اور وہ آخرکار حرفاً پوری ہو جاتی ہے اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ تمام پیشگوئیان ایک قادر علیم حکیم کیطرف سے ہوتی اور اس کے وجود پر ایک بین دلیل کا کام دیتی ہین۔

اسیطرح قرآن شریف مین خدا تعالے کی ہستی کے ثبوت مین بنی اسرائیل کے عظیم الشان ہادی حضرت موسےٰ کا واقعہ بیان کیا ہے جبکہ وہ فرعون مصر کیطرف گئے اور اسکے تخت کے سامنے کھڑے ہوکر باوجود ایک ناتوان اور ضعیف اور بے سامان انسان ہونیکے کس شوکت اور قوت سے اس متکبر بادشاہ کو کہا قد جئناک بآیۃ من ربک والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ ہم تیرے پاس اپنی سچائی کا نشان لائے ہین اور وہ یہ ہے کہ جو حق پر ہے وہ سلامت رہیگا اور اسکا مخالف ہلاک ہو جائیگا۔ اور دعوے کیا انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولیٰ۔

یعنی ہمکو خدا تعالٰے نے خبر دی ہے کہ ہمارا مکذب اور روگردان پر عذاب نازل ہوگا۔ یہان یہ بات غور طلب ہے کہ بظاہر کامیابی اور نجات کے سامان کس شخص کے پاس ہین اور غریب مسکین کون شخص ہے کیا کوئی مادی عقل کوئی مادی فراست اسوقت عین اس حالت مین جبکہ بنی اسرائیل کے منجی نے ایک بادشاہ کو بظاہر گستاخانہ لہجے مین یہ دہمکی دی۔ یہ حکم لگا سکتی تہی کہ ان دونون مین سے جو کمزور ہے وہ غالب رہیگا اور جو قوی ہے۔ وہ نیست نابود ہو جائیگا۔ اور کیا یہ دعوے ایسے ناتوان انسان کے منہ مین آخر حرفاً پورا ہو جانے کہلا ثبوت ایک قادر مطلق ہستی کا نہین۔ یہان یہ امر بہی قابل غور ہے کہ کیا اس متکلم اور اس مخاطب کو کچھ بھی واقفیت اور شعور تہا کہ یہ اسطرح کامیاب ہوگا اور وہ کیونکر ہلاک ہوگا لیکن اخر کار قابل دید یہ امر ہے کہ ایک شخص کیلئے نجات کا اور دوسرے کیلئے ہلاکت کا سامان اسطرح سے نمودار ہوا جو نہ تو ان مین سے کسی کی قدرت مین تہا اور نہ وہم و گمان مین آ سکتا تہا ایک عرصہ بعد حضرت موسےٰ اپنی کثیر التعداد جماعت کو لیکر مصر سے بہاگتے ہین کچھ راستہ طے کرنیکے بعد ایک ایسی خوفناک وسیع سامنے نظر آتی ہے جسکو دفعتہ قطع کرنا انکی انسانی طاقت مین نہین۔ دریا اپنی پوری طغیانی کے ساتہ راہ مین حایل ہے کوئی پل نہین کوئی کشتی نہین بہاگنے والے تردد اور اضطراب مین دریا کیطرف دیکھ رہے ہین اتنے مین ایک شدید آندہی اور غبار کے نمودار ہونے اور چہٹنے کے بعد فرعون اور اسکا جرار لشکر تعاقب کرتا ہوا نمودار ہوتا ہے مظلوم بنی اسرائیل ان دشمنون کو دیکھکر اپنے نجات دہندہ سے کہتے ہین۔ "یا موسےٰ انا لمدرکون" یعنی اے موسےٰ اسمین کوئی شک نہین اور یہ قطعی بات ہے کہ اب ہم پکڑے گئے اور ہمارے لئے کوئی نجات کی راہ اور مفر نہین۔ مگر حضرت موسےٰ انکے جواب مین کہتے ہین "کلا ان معی ربی سیہدین" یعنی ایسا ہرگز ہرگز نہین ہوگا جیسا تم گمان کرتے ہو اس لئے کہ میرا رب یقیناً میرے ساتہ ہے اور وہ ضرور مجھے کامیابی اور نجات کی راہ دکہائیگا اس مقام مین یہ امر غور طلب ہے کہ جبکہ ہزارون آدمی مشاہدہ اور تجربہ سے ایک نتیجہ پر ہوکر پورے یقین سے کہتے ہین کہ حسب عادت اور عرف کے اب کوئی نجات اور فرار کی راہ نہین، ایک شخص کس بل پر ان سے بڑہکر یقین اور قوت کے لفظون مین دعوے کرتا ہے کہ ان معی ربی سیہدین کہ میرا پروردگار جسنے مجھے تمہاری نجات کیلئے پالا اور پرورش کیا ہے اور بڑے بہاری کام مجھ سے لینے ہین وہ مجھے ضایع نہین کرے گا اور یقیناً مجھے کامیاب کریگا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ الفاظ اس کے علم اور اسکی قوت کا نتیجہ نہین بلکہ یہ الفاظ اسکے منہ مین اس قادر ہستی کے ڈالے ہوئے ہین جسکا دست تصرف اس عالم کے ذرہ ذرہ پر کہلے طور پر حکمران ہے۔

غرض خدا تعالٰی کی ہستی کے ثبوت مین قادرانہ پیشگوئیون اور تحدیون سے بڑھکر اس عالم مین کوئی ذریعہ نہین اور قرآن شریف کی بڑی بہاری خصوصیت اور اسی کتاب کے ساتہ یہ صفت مخصوص ہے کہ اسمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت نبوت مین اور ثبوت ہستی باریتعالی مین انہین علمی نشانون کو جو ابد الآباد تک زندہ رہنے والے ہین اور کسی سائنس اور مادی علم کی طاقت نہین کہ انکا مقابلہ کرسکے دائمی اور ابدی معجزہ قرار دیا ہے۔ فالحمد للہ علے ذالک۔

ہم ثابت کر چکے ہین کہ قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس نے اپنے منجانب اللہ ہونے اور اپنے لانیوالے کی صداقت نبوت اور ثبوت ہستی باریتعالے کو غیبی متعدد پیشگوئیون پر موقوف رکہا ہے اور درحقیقت یہی ایک علمی معجزہ ہے جو قرآن کریم کے دعوون اور دلائل کے وقعت کو ہر زمانہ مین علوم جدیدہ کے سموم اور معرکہ مقابلہ مین بے برگ و ثمر ہونے سے بچاتا ہے لیکن اسلئے کہ اس کا یہ دعوے جو اسنے اپنی نسبت کیا ہے کہ مین مبارک کتاب ہون۔ یعنی میرے برکات اور ثمرات ہمیشہ زندہ رہین گے خدا تعالٰی نے اسمین یہ خوبی رکہی ہے کہ وہ دعوے یا پیشگوئیان یا خدا سے مکالمات جو اس نے ان انبیاء کی نسبت بیان کی ہین جن کا ذکر اس کتاب مین آیا ہے اس کے حقیقی پیرون مین وہ علامتین ہمیشہ پائی جاتی ہین۔ چنانچہ ہر زمانہ مین قرآن شریف کی برکات سے نور حاصل کرنیوالون نے اس زمانہ کے موافق ان باتون کے ثبوت دیئے ہین لیکن اسوقت ہر گذشتہ داستان کو چہوڑکر حال کے زمانہ کے امام قرآن کا ذکر کرتے ہین جسنے اس علمی اور عقلی زمانہ مین بڑی قوت اور دلیری سے یہ دعوے کیا ہے کہ اسکو وہ تمام معجزات اور طاقتین اور صفتین دیگئی ہین جو تمام انبیاء کی نسبت قرآن شریف مین مذکور ہوئی ہین ہم قطع نظر ان تمام بلند اور عجیب اور واقعی دعوون کے جو اس انسان کامل نے کئے ہین اور سب ان کے بین ثبوت دیئے ہین اس مضمون کے موضوع کے لحاظ سے صرف انہی پیشگوئیون پر اکتفا کرتے ہین جنکی متعدد انواع غیب پر مشتمل ہونیکے سبب خدا تعالے کی ہستی کا بین ثبوت ملتا ہے منجملہ ان کے ایک وہ پیشگوئی ہے جو اس زمانہ سے جو بیس پچیس برس پیشتر براہین احمدیہ مین لکہی گئی ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جو دنیا کے مختلف ملکون مین مختلف قومون اور مذہبون کے ہاتہون مین موجود ہے اور وہ پیشگوئی یہ ہے یاتون من کل فج عمیق یاتیک من کل فج عمیق" یعنی لوگ تیرے پاس زمین کے اطراف اکناف سے جوق جوق آئینگے تیرے پاس زمین کی ہر طرف سے تحائف اور ہدیے آئینگے۔ یہ ایک پیشگوئی سے توجہ

مرزا غلام احمد صاحب کی خانہ تلاشی کیطرف متوجہ کیا۔ ناگہان ایک دن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ اپنے ماتحت افسرون کے قادیان مین آیا اور مرزا صاحب کے تمام کاغذات اور کتابین جہان جہان پڑی تھین بڑی محنت سے ان کی پڑتال کی جس سے غرض یہی تھی کہ شاید اس قتل کے متعلق کوئی پہلی تجویز کردہ خط و کتابت یا کوئی منصوبہ قتل اطلاع ملجائے گر سچائی نے ان افسرون کو بڑی صفائی سے اپنا پاک پاک کرکے دکھایا۔ ممکن ہے کہ کسی ناواقف اور غور نہ کر سکنے والے دل مین یہ شبہ گذرے یا ابتک قایم ہو کہ یہ خفیہ قتل مرزا صاحب کے اشارے سے ہوا ہو اور جیسا کہ کبھی کبھی ہوتا ہے اسباب تحقیق و تفتیش کی عدم تکمیل کے سبب سے اس امر کی پردہ اندازی نہ ہو سکی ہو۔ لیکن یہ ملاحظہ اس شبہ کو بڑی صفائی سے رد کرتا ہے جب دیکھا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے گردو پیش جو لوگ رہتے ہین ان کے تمام امور مین خواہ جلوت کے متعلق ہون خواہ خلوت کے اکثر کیسا اختلاط اور مشاورت ممکن ہو سکتی ہے۔ ان لوگون کی ایک گروہ ایسا ہے جو زمانہ کا پورا مزاج شناس خوب سرد و گرم چشیدہ ہے واقف نئی تعلیم کی معراج پر پہنچا ہوا گہری نگاہ سے دیکھنے والون ہر ایک امر کو تنقید اور تحقیق کی محک پر کسنے والے۔ بی اے ایم اے تک ڈگری یافتون نوجوانون کا ہے ایک گروہ بوڑھے سن رسیدہ علماء کا ہے جو سچائی کے لئے سچائی کے سیکھنے اور سچائی کی حمایت کیلئے دولت جاہ اور دنیوی وجاہت کو چھوڑ کر نہایت غربت اور خاکساری مین زندگی بسر کرنیوالون کا ہے ان کے چال چلن دوست اور دشمن مین بے داغ بے عیب اور معروف ہین ان کے علم اور فضل اور تقوے اور دیانت داری اور راستبازی کو بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے۔ سچ کے لئے جان اور مال اور آبرو کا دینا انہین آسان سے آسان ہے اور باطل اور جھوٹ ان کے نزدیک ہر مکروہ شے سے زیادہ مکروہ ہے رات دن قرآن شریف کی تعلیم اور اشاعت مین سرگرم ہین۔ ایسا ہی مختلف جنسون اور مذاقون کے لوگ جن کا درحقیقت ایک ہی مقصد سچائی کو دیکھنا اور سچائی کو حاصل کرنا ہے اس جگہ بیٹھے ہین۔ ان مختلف طبقون کے لوگون کو بڑے وثوق سے یہ یقین ہے کہ انہین مدعی نبوت کی زندگی کا پبلک اور پرائیویٹ حصہ روز روشن کیطرح عیان ہے انہین بصیرت سے یہ یقین ہے کہ ان کے سامنے مرزا صاحب کی تدبیرون اور تجویزون کو عملدرآمد مین لاتا اگر کوئی ممکن اگر ہو سکتا ہے تو وہی مین ہین جب یہ سب لوگ . . . . اس ذوق اور ایمان سے بھرے ہوئے ہین اور ہر وقت اور موقع پر شہادت دیتے اور دینے کو تیار ہین کہ لیکھرام کی موت کی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کے منہ مین عالم الغیب قادر مطلق خدا نے دی اور وہ آخر کار اسیطرح پوری ہوئی جسطرح تمام راستباز نبیون کی باتین پوری ہوا کرتی ہین وہ اس بات پر کامل بے تذبذب ایمان رکھتے اور دلائل اور قرائن سے اپنے ایمان کی پختگی اور صحت پر ناز کرتے ہین کہ کسی احمدی قوم مین سے کوئی فرد اس قتل کا مرتکب نہین ہوا۔ اگر پیشگوئی کی طرف سے اس کے الفاظ سے صراحت یا کنایت سے یا اس کے اعمال و افعال سے کسی قسم کی بو اس کارروائی کے متعلق انہین محسوس ہوتی تو سب سے پہلے اس سلسلہ اور اس کے بانی کو سخت نفرت سے چھوڑنے والے وہی ہوتے اس لئے کہ اس انسان کو انہون نے راستبازی اور سچ کی خاطر قبول کیا تھا۔ اور اس راہ مین جو قربانیان ممکن ہو سکتی تھین انہون نے اپنے تئین سے دی تھین۔ غرض خدا کی ہستی کے ثبوت کیلئے اخبار غیب کی پیشگوئیون سے بڑھکر اور کوئی دلیل نہین اور یہ عزت اور فخر صرف قرآن کو حاصل ہے کہ جیسا شروع مین اس کے لانیوالے نے اپنے منجانب اللہ ہونے کیلئے ان علمی امور مین ثبوت پر اپنا مدار رکھا تھا اب تک بھی وہی بابرکت سلسلہ زندہ موجود ہے منجملہ خدا کی ہستی کے ثبوتون کے ایک یہ بات ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے بڑی قوت اور تحدی سے دنیا مین شائع کی ہے کہ قریب نوے برس تک اس کی عمر ہوگی اور اس اثنا مین اسکی آنکھین اور اس کے مفاصل ان ناتوانیون اور تباہیون سے محفوظ رہینگے جو عادتاً ایسے اوقات مین بوڑھون پر نازل ہوا کرتی ہین۔ یہ دعوے متفرق کتابون مین صاف صاف لفظون مین مشتہر کیا گیا ہے بڑی خوبصورتی اس پیشگوئی کی اسوقت معلوم ہوتی ہے جب یہ دیکھا جاوے کہ مدعی کی جسمانی حالت دعوون کے وقت مادی نگاہ مین کس قسم کی ہے یہ بات تمام واقفون پر روشن ہے کہ دو بیماریان اس شخص کے ساتھ ہمیشہ لازم رہتی ہین ایک بیماری جسم کے اوپر کے حصے یعنی سر سے تعلق رکھتی ہے جس کے شدید جوش کے وقت برد اطراف کا وہ غلبہ ہوتا ہے کہ گرم کیا ہوا لوہا بھی جسم پر لگانے سے بے اثر ثابت ہوتا ہے دوسری بیماری جسم کے حصہ زیرین سے تعلق رکھتی ہے وہ ہے پیشاب کی کثرت اور سفر کا اپنے اعتدال پر نہ رہنا یہ دو مرضین اس قسم کی ہین کہ عام انسان ان مین مبتلا ہو کر بہت تھوڑی زندگی پاتے ہین لیکن باین ہمہ ایک شخص بڑی قوت سے یہ دعوے کرتا ہے کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ مین تجھے حیات طیبہ کا شرف بخشونگا اور تو اتنی لمبی عمر مین ارذل عمر کے نشانون مین سے کوئی نشان نہ دیکھیگا۔ یہ دعوے بالکل ثابت کرتا ہے کہ وہ اس توانا ہستی کیطرف سے ہے جسکی حکومت کا جوا طوعاً و کرہاً ہر ایک ذرہ عالم نے گردن پر اٹھا رکھا ہے۔ ورنہ اگر عرف اور عادت مین ایسا دعوے کرنیکی کسی عام بشر کو جرأت ہو سکتی ہے تو اسکی نظیر بتاؤ۔ ایک اور بڑی دلیل ثبوت ہستی باریتعالے پر یہ ہے کہ کوئی مامور مرسل جذام، برص، صرع، نابینائی، فالج اور ایسے خبیث امراض اسقام مین مبتلا نہین ہوا جو عرف مین لوگون کے تنفر اور کراہت کا باعث ہوتی ہین۔ اس لئے کہ اگر یہ لوگ ایسے گھنونے امراض مین مبتلا ہوتے تو وہ اصلاح عالم کا کام جس کے لئے وہ آتے ہین کبھی پورا نہ ہو سکتا اور یہ امراض ہی ان کی تکذیب کیلئے کافی دلیل ہو جاتے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان امراض کے ذرات یا کیڑون مین عقل اور تمیز کا مادہ ہے کہ جسکی وساطت سے وہ افراد انسانی پر حملہ کرنے کے وقت ایسی کھلی تفریق کرتے ہین۔ یہ تو صحیح نہین پھر اس امر کے ماننے کے سوا کیا چارہ ہے کہ اس عالم پر ایک بصیر اور خبیر اور علیم اور لطیف ہستی حکمران ہے جسکی گورنمنٹ ممیز گورنمنٹ ہے درحقیقت یہ تمیز ہی بڑا نشان ہے اس قادر کے وجود پر۔ وللہ الحمد۔

عبدالکریم از قادیان۔

ہم اور ہمارے ناظرین

کئی ہفتون سے اس عنوان کے ماتحت مین ہم اپنے ناظرین کو ان کوششون اور مساعی کا ذکر نہین کر سکے جو وہ توسیع اشاعت الحکم کے متعلق کر رہے ہین یا بفضل تعالیٰ بہت احباب اسکے معاونین کے زمرہ مین داخل ہو رہے ہین یہی تو وجہ پہلی وجہ ہی ایسا اخبار کے بے ضابطہ شایع ہونے اور دو نمبرونکا مجموعہ شائع ہونیکا باعث بھی وہی پہلا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہیگا تو اسکے فضل سے بعید نہین ہے کہ الحکم کی اشاعت باقاعدہ ہو کر اپنے مرکز پر آ رہے۔

الحکم کے لئے اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ خوشی کی بات ہے کہ ہم الحکم کیلئے فی الحال عارضی طور پر ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر مل گیا ہے۔ جنکی حسن خدمات اور عمدہ کارگذاری سے امید کیجاتی ہے کہ وہ انشاءاللہ بہت جلد بالاستقلال اس خدمت کے اہل ثابت ہو جائینگے۔ ہم چاہتے ہین کہ اس سے پہلے کہ وہ اپنے کام کا چارج لین ناظرین کو مختصر طور پر ان سے انٹروڈیوس کرا دین۔ یہ صاحب مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی ہین جنکو اخبار نویسی کا عمدہ مذاق ہے اور فن اخبار نویسی کیطرف بھی توجہ ہے۔ مصر کے عربی اخبارات مین مضامین لکھنے کا شوق ہے اور مصر کے مشہور رسالہ الجامعہ مین مضامین کے مقابلہ مین انعام بھی حاصل کر چکے ہین۔

اگرچہ اس سے پہلے ان کو کسی اخبار کے ساتھ تعلق نہین رہا لیکن انکی محنتی طبیعت سے یہ دلالت ہے کہ وہ الحکم کیلئے ایک مفید آدمی ثابت ہون۔ غرض انکی قابلیت کے جوہر جو کچھ بھی ہونگے وہ خود الحکم مین ظاہر ہو جاوینگے۔ ہم چاہتے تھے کہ وہ بہت جلد اپنے کام کا چارج لے لیتے لیکن وہ بعض مجبوریون کی وجہ سے یکم ستمبر سے پہلے چارج لے نہین سکتے۔

کاتبون کی ضرورت بدستور ہے ابھی تک کوئی کاتب نہین ملا ہے۔ الحکم کے ناظرین جو لودھانہ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ امرتسر وغیرہ مین بستے ہین اگر وہ سعی کرین تو کوئی بڑی بات نہین ہے۔ عمدہ خوشخط اور زود نویس دو کاتب بکار ہین ان کو دس سے لیکر بیس تک اور اس سے بھی زیادہ بیس تک بھی تنخواہ دینے کو ہم طیار ہین۔ شرائط ملازمت اور کارگذاری وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت کر لیا جاوے۔

مقدمات کے متعلق

مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ مین فرد جرم لگ جانے کے بعد قاعدہ اور قانون کیموافق ملزم کرم الدین ایڈیٹر الحکم اور دوسرے گواہان استغاثہ پر مکرر جرح کر چکا ہے اور گواہان صفائی مین سے بھی تین گواہ گذر چکے ہین اور صرف دو گواہ باقی ہین جو ابھی تک حاضر نہین ہوئے یعنی فضل الدین ایڈیٹر اخبار رفاہ عام لاہور اور محمد حنیف۔ ابھی تک وہ گواہ حاضر نہین ہوئے۔ اب ۱۰ اگست ۱۹۰۳ء اس غرض کیلئے مقرر ہوئی ہے کہ ان گواہون کی حاضری کا آخری فیصلہ کیا جاوے۔

مقدمہ حضرت اقدس مین شہادت استغاثہ ختم ہو چکی ہے اور وہی فرد جرم بابو چندو لال صاحب سابق مجسٹریٹ نے لگایا تھا بحال رکھا گیا۔ اس مرحلہ پر جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے عدالت کو اس امر کیطرف توجہ دلائی کہ عدالت کو شہادت استغاثہ پر غور کرلینی چاہیئے کیونکہ ملزم کو بری کرنے کیلئے کافی مصالحہ اسمین موجود ہے اور اگر بعد غور بادی النظر مین کوئی جرم پایا جاتا ہو تو ہم شہادت صفائی پیش کرنیکو بھی طیار ہین لیکن چونکہ ہماری حالت بہت نازک ہے اس لئے کہ ہماری مخالفت مین جھوٹ بولنا گناہ نہین سمجھا جاتا۔ پس اگر ہم اپنے فریق کے گواہ پیش کرین گو وہ ان کے مرید ہونے کیوجہ سے شہادت کو کمزور کیا جاویگا۔ اور غیرون مین امید نہین کہ وہ اظہار حق کی جرأت کرین۔ اس لئے ہم مجبور ہونگے کہ بعض اعلیٰ عہدہ دارون کو شہادت مین پیش کرین جنہین اگرچہ بھی ہون جنپر کسی قسم کی طرفداری اور دھڑہ بندی کا وہم بھی نہین ہو سکتا۔ اسلئے ان کثیر مصارف اور وقت کے لحاظ سے جو ایسی شہادت کیلئے بکار ہے نظر کرکے جناب اگر غور کرلین تو بہت جلد فیصلہ ہو جائیگا۔ مجسٹریٹ صاحب بہادر نے فرمایا کہ مین اس امر کیلئے موقعہ دونگا لیکن مجھے قانون دکھایا جاوے کہ فرد جرم کے بعد ایسا ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے ۱۴ اگست ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی ہے۔

الہامات جو بمقام گورداسپور ہوئے

(چونکہ اخبار بدیر شایع ہوا اسلئے ۲۹ جولائی تک کے الہامات درج کر دئیے ہین) ایڈیٹر

۲۷ جولائی ۱۹۰۳ء۔ ایک نظارہ دکھایا گیا کہ کوئی امر پیش کیا گیا ہے پھر الہام ہوا [illegible] (۱) انا انز

لناہ فی لیلۃ القدر۔ انا انزلناہ للمسیح الموعود۔ ۲۹ جولائی (۱) سلام سو مبارک (۲) آسمانی تائیدین ہمارے ساتھ ہین (۳) ہمبوک فایڈ ڈکوٹ دائیڈ ✚ ایک پہلا الہام ہو

طاعون کے متعلق دو سوالوں کا جواب

ذیل میں ہم برادر مکرم مفتی محمد صادق صاحب کا ایک خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے ایک ڈاکٹر صاحب کے جواب میں لکھا ہے۔ ہم جواب کے ساتھ اصل خط بھی شائع کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

حضور عالی

السلام علیکم۔ مہربانی فرما کر ذیل کے سوالوں کا مفصل جواب دیکر اس عاجز کو ممنون و مشکور کریں گے۔ آپ کی بہت بڑی عنایت و مہربانی ہوگی۔

۱۔ فی زمانہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ گئی ہے کہ جو شخص مریض طاعون کے پاس بیٹھتا ہے یا اس کے ساتھ رہتا سہتا ہے تو اس شخص کو بسبب اجرام طاعون کے اس کے جسم میں داخل ہونے سے مرض طاعون ہو جاتا ہے مگر رسول اللہ نے اس بات کو نفی اور باطل کیا یعنے سرایت کرنا مرض کا ایک سے دوسرے کو نہیں ہوتا۔ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ۔ مسلم

۲۔ جب کسی جگہ طاعون پھیلتا ہے تو ڈاکٹر لوگ شہر والوں کی خوشی سے یا حکماً لوگوں کو صاف ہوا اور کھلے میدان میں بلحاظ حفظ صحت کے باہر نکل جانے کا حکم دیتے ہیں مگر رسول اللہ نے حکم دیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں اَلطَّاعُوْنُ کا الفاظ۔ وَالْمَبْطُوْنُ وَالزَّحْفُ وَالصَّابِرُ فِیْهِ لَهٗ اَجْرُ الشَّهِیْدِ۔

۳۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جب لشکر اسلام شام پر چڑھائی کو جارہا تھا تب اس لشکر میں طاعون ظاہر ہوا اس وقت حضرت عمرؓ نے کیا انتظام کیا تھا۔ اور ان کا کیا حکم ہے۔

۴۔ کیا کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ دوران وبا طاعون میں لوگ کھلے میدانوں میں نکل جاویں مگر اس طاعون زدہ شہر کے حد ہی میں رہیں۔

خادم رستم علیخان مقام آگرہ مالوہ وسط ہند۔ رسالہ نمبر ۳۶ مورخہ جولائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرمی جناب ڈاکٹر رستم علیخان صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مورخہ ۰ جولائی ۱۹۰۴ء حضور اقدس مسیح موعود کی خدمت میں پہونچا جس میں آپ نے یہ دریافت کیا تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ اور آج کل تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مرض طاعون متعدی ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ طاعون سے بھاگنا گناہ ہے۔ لیکن فی زمانہ طاعونی جگہ سے نکل کر باہر رہنا مفید پایا گیا ہے اور ایسا ہی آپ نے دریافت کیا ہے کہ طاعون کی جگہ کو چھوڑنے کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا حکم تھا اور گاؤں سے نکل کر کھلے میدان میں جانا کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔ ان سوالات کے جواب میں حسب الحکم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ حدیث شریف لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ صحیح ہے مگر اس حدیث کو دیگر احادیث کے ساتھ جو اسی بارے میں آنحضرتؐ سے مروی ہیں ملا کر پڑھنا چاہیے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَكَ مِنَ الْاَسَدِ۔ یعنی کوڑھی سے ایسا بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔ پس اگر اول الذکر حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں تو دوسری سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امراض متعدی بھی ہوا کرتی ہیں۔ اور رسول اللہ کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا۔ پس اصل بات یہ ہے کہ حکمت اور طبابت کے رنگ میں جو خواص اشیاء میں ہیں ان کا ابطال آنحضرتؐ نے نہیں کیا۔ بلکہ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ فرمانے سے آپ کا یہ منشاء ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کوئی شئے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیشہ مشرکین کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ بسبب بت پرستی کے توہمات میں بہت غرق ہوتے ہیں اور ہر ایک خوشی یا رنج کو خدا کے سوائے کسی دیوی دیوتا یا کسی درخت یا پرندہ یا کسی اور مادی چیز کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسی کی پرستش کرتے ہیں۔ چنانچہ ہند و چیچک کے وقت چیچک کی پوجا کرتے ہیں۔ اور عرب بارش کو ستاروں کی طرف منسوب کرتے تھے کہ فلاں ستارے نے ہم پر بارش برسائی۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام بت پرستیوں اور توہمات کی بیخ کنی کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ اس واسطے آپ نے ہر بات میں توحید کا سبق دیا اور اس معاملہ میں لوگوں کے اس اعتقاد کو اڑا دیا کہ بیماریاں خود بخود آتی ہیں اور خود بخود چلی جاتی ہیں اور ان کو سکھایا کہ عدویٰ اور ہامہ کچھ چیز نہیں۔ سب اشیاء خدا کی خادم ہیں اور بغیر اس کے حکم کے نہ کوئی بیماری پہنچ سکتی ہے اور نہ اور کوئی دکھ یا تکلیف کسی کے نزدیک آ سکتا ہے۔ یہ ایک خالص توحید تھی جس کی طرف آنحضرتؐ نے قوم کو توجہ دلائی ورنہ اس سے یہ منشاء ہرگز نہیں کہ اشیاء کے طبعی خواص کا انکار کیا جاوے کیونکہ عدویٰ کے متعلق خود جذامی سے بھاگنے کی حدیث موجود ہے اور ہامہ کے متعلق ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول کریم نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اُعِیْذُ کُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطٰنٍ وَهَامَّةٍ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر ہامہ دراصل کوئی شے نہیں تو پھر اس سے خدا کی پناہ مانگنا کیا معنے رکھ سکتا ہے۔ اور دنیا کے تجربہ و مشاہدہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر حالت میں ہمیشہ طاعون یا کوئی اور بیماری اپنے خواص متعدی ہونے کے ظاہر نہیں کرتی۔ گذشتہ سال میں بہت سے شہروں میں کئی لوگوں نے بوجہ ہمدردی کے یا بوجہ معقول مزدوری کے لالچ کے یہ پیشہ اختیار کیا تھا کہ طاعونی مردوں کو گھروں میں سے اٹھا کر باہر لے جاتے اور دفن کرتے یا جلاتے اور باوجود ایسے متعفن مکانات میں داخل ہونے کے اور اپنے ہاتھ سے مردوں کو نہلانے اور اٹھانے اور دور لے جانے کے وہ سب صحیح و سلامت رہے اور کچھ اثر ان پر نہ ہوا اور ایسا ہی کئی لوگ اپنے عزیز مریضوں کی خدمت میں برابر معروف رہے اور بسا اوقات وہ مریض مر بھی گیا اور متوفی کے کپڑے وغیرہ بھی پس ماندوں نے استعمال کئے مگر ان کو خدا نے بچا لیا۔ پس یہ صحیح نہ ہوگا کہ یہ قاعدہ کلیہ بنا لیا جائے کہ طاعون کی مرض ایسی متعدی ہے اور اس کی یہ خاصیت ایسی طاقت ور ہے کہ ہرگز نہیں ٹلتی ایسا خیال انسان کو رفتہ رفتہ توحید سے باہر نکال لے جاتا ہے۔ اصل بات وہی ہے جو آنحضرتؐ نے فرمائی کہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور اگر آپ اس قدرت نمائی کا زبردست نشان دیکھنا چاہیں تو قادیان میں دیکھ سکتے ہیں۔ جہاں گذشتہ دو سال سے طاعون پڑتا ہے اور بہت سے واقعات موت ہو جاتے ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کے گھر کو خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے وعدہ کے مطابق جو بہت عرصہ پہلے شائع ہو چکا ہے کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ محفوظ رکھتا ہے۔ سوچنا چاہیے کہ جب دیوار بدیوار جو گھر ہیں ان میں برابر وارداتیں ہوتی ہیں تو کس چیز نے ان کیڑوں کو جو ساتھ کے گھروں میں ہیں اس بات سے روک دیا ہے کہ اس گھر میں آ جاویں اور اگر اس گھر میں آ گئے ہیں تو کس چیز نے ان کو روک دیا ہے کہ اپنے فعل سے وہ بالکل بیکار پڑے ہیں۔ کیا یہ واقع اس امر کے واسطے کافی دلیل نہیں ہے کہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور دراصل عدویٰ اور ہامہ کچھ شے نہیں ہے۔

ایسا ہی طاعونی علاقہ میں جانے یا وہاں سے نکلنے کے متعلق اصل حدیث اس طرح ہے۔ اَلطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰی طَائِفَةٍ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَیْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ۔

یعنے طاعون ایک عذاب ہے جو یہود کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جس وقت تمہیں خبر لگے کہ کسی زمین میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تم اس شہر میں پہلے سے موجود ہو اور طاعون واقع ہو جائے تو پھر ایسا نہ کرو کہ وہاں سے بھاگ کر کہیں اور جگہ چلے جاؤ۔

یہ حدیث آپ کے سوالات پر اور نیز طاعون کے عام حالات پر بہت روشنی ڈالتی ہے۔ اول فَلَا تَقْدَمُوْا سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے طاعون کے متعدی ہونے کے خواص کی طرف سے اشارہ کر کے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ انسان ایسی جگہ پر جا کر خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے۔

دوم۔ اگر ایک جگہ پھیل جائے تو وہاں سے دوسرے شہروں میں پھیلنے کے ذریعہ کو لَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا کا حکم سنا کر روک دیا۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک شخص گندی ہوا سے یک دفعہ بھاگ کر دوسرے شہروں میں چلا جاتا ہے۔ جہاں ہوا صاف ہوتی ہے تو اس کے اندر کا مادہ خراب اس صفائی کی برداشت نہ کر کے جلد بھڑک اٹھتا ہے اور اگرچہ اپنے شہر میں وہ شخص بخیریت ہوتا ہے تاہم دوسرے شہر میں اگر وہ بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر اس کی بیماری اس تمام شہر کے واسطے موجب ہلاکت ہو جاتی ہے۔ پس اس بات سے رسول اللہ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص مطعون شہر سے بھاگ کر دوسرے شہروں کو خراب کرتا پھرے اور اگر اس بات پر ہندوستان میں عمل ہوتا تو بہت سے مصائب سے لوگ بچ جاتے۔ لیکن یہ اخراج اس وقت منع ہے جب کہ طاعون واقع ہو جائے یعنے خوب پڑ جائے۔ لیکن ابتدا ابتدا میں نکل جانا فَلَا تَقْدَمُوْا کے حکم کے نیچے ہے جب آدمی دیکھے کہ کسی جگہ طاعون پڑنے لگا ہے تو پھر وہاں رہنا گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس واسطے وہاں سے نکل جانا جائز ہے۔ تیسرا اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے۔

اور یہود کے ساتھ اس کی خاص مناسبت ہے اور اس کے آئندہ واقع ہونے کے متعلق آنحضرت نے اس حدیث میں ایک اشارہ کیا ہے اور سمجھایا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے جو ایسے وقت میں نازل ہوتا ہے جبکہ لوگ یہود صفت ہو جاویں اور تمہارے درمیان بھی ایسا ہوگا اور اس وقت تم نے ایسا کرنا اور ایسا نہ کرنا۔ پس یہ پیشگوئی اس زمانہ میں پوری ہوئی ہے۔ کوئی ہے جو غور کرے اور سوچے اور فائدہ اٹھاوے۔ لیکن یہ بات کہ آدمی اگرچہ دوسرے شہروں میں نہ جاوے تاہم مناسب ہے کہ اسی شہر کے اردگرد ہی ہوا کہیں جا رہے۔ یہ بات بھی اسی حدیث سے اور آیت **والرجز فاھجر** سے ثابت ہے کیونکہ جب طاعون ایک رجز ہے اور رجز اور رُجز مترادف الفاظ ہیں جن کے معنے ہیں گندگی تو انسان کو چاہئے کہ گندگی سے بچنے کی کوشش کرے طبعاً بھی جب آدمی کے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں تو وہ ان کو بدلتا ہے اور مکان کی صبح شام صفائی کرتا ہے اور جس جگہ بدبو ہو وہاں سے اٹھ کر اور جگہ جا بیٹھتا ہے۔ پس جب گلی کوچوں میں طاعون کی گندی ہوا پھیل جاوے تو ایسی گلی کوچوں کو چھوڑ دینا اور اچھی ستھری جگہ جا بیٹھنا فطرتاً ایک عمدہ اور مفید امر ہے اور اسی پر عمل کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت جبکہ نشیب زمین میں طاعون پڑا تو ان اصحاب کبار کے مشورہ کے بعد جو حضرت رسول کریم کی صحبت سے اکثر مستفیض ہو چکے تھے فوج کو وہاں سے ہٹا کر اونچی جگہ یعنی پہاڑی پر جا رکھا تاکہ اس جگہ کی گندی ہوا سے سب بچ کر صاف ہوا میں آجاویں اور انتشار ہو جب صفائی ہو چکی۔ حضرت عمرؓ کا یہ فعل قرآن شریف اور حدیث قدسی کے متابعت کے مطابق تھا

اور یہ حدیث جو اوپر تحریر کی ہے کہ الفار من الطاعون کالفار من الزحف والصابر فیہ لہ اجر شہید یعنی طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جنگ سے بھاگنے والا اور اس میں صبر کرنے والے کے واسطے شہید کا اجر ہے۔ یہ حدیث بھی ویسی ہی ہے جیسا کہ عدویٰ والی حدیث یعنی طاعون کو بجائے خود ایک قادر مقتدر چیز سمجھ کر انسان کو اس سے خوف نہیں کھانا چاہئے بلکہ اس کو خدا کے ہاتھ میں اور خدا کا ایک خادم سمجھنا چاہئے اور اس سے بھاگ کر دوسرے شہروں میں جانا انسان کو نجات نہیں دے سکتا بلکہ خدا کے حکم کے مطابق انسان کو چاہئے کہ اپنی جگہ پر قیام رکھے اور صبر کرے پھر اگر حکم خداوندی کی اطاعت میں مارا بھی جائے تو بسبب اس اطاعت اور صبر کے اس کے واسطے شہید کا سا اجر ہے۔ یہ معنے تو ایسی احادیث کے صاف ہیں۔ لیکن اصل میں اس حدیث شریف میں ایک پیشگوئی ہے۔ یعنی ایک زمانہ میں ایک ایسا طاعون پڑیگا جو مومنوں اور غیر مومنوں کے درمیان جنگ کا حکم رکھتا ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرت کے زمانہ میں کافر بذریعہ جنگ کے جو ان کے لئے عذاب الٰہی تھا ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں غیر مومن بذریعہ طاعون کے ہلاک ہوں گے اور اس وقت دو قسم کے لوگ ہوں گے۔ ایک وہ جو غیر مومن ہوں گے وہ طاعون کو بلا مانیں گے اور اس سے بھاگنے کی کوشش کریں گے مگر ان کے واسطے کوئی مفر نہ ہوگا وہ اس جنگ میں بہرحال ہلاک ہوں گے۔ اور دوسرے مومن ہوں گے جو طاعون کو ایک نشان الٰہی سمجھیں گے اور اس کی قدر کریں گے اور وہ ان کے واسطے ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا اور وہ صبر کے ساتھ اس کے نتائج کو دیکھیں گے۔ اگر ان میں سے فوت بھی ہو جائیگا۔ تو جیسا کہ جہاد کے وقت مرنے والے مومن شہید ہوتے ہیں ایسا ہی وہ بھی شہید ہوں گے۔ پس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بڑی پیشگوئی ہے جو اس زمانہ میں آکر پوری ہوئی ہے۔ امید ہے کہ یہ بیان آپ کے لئے کافی ہوگا۔ اور اگر کسی اور امر میں شبہ باقی ہو تو پھر تحریر فرماویں۔ والسلام۔

آپ کا خادم
عاجز محمد صادق۔ گورداسپور

تقریر حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ

۱۳ اپریل ۱۹۰۳ء [illegible]

۱- تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمات اللہ۔ الآخرہ۔
پھر سوال ہوا کہ اس کے ماقبل و مابعد پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ الہام اور مامورین کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ فرمایا۔ کیا کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ اب الہام اور مامورین کا سلسلہ بند ہو گیا اور کیا اس کے ماقبل و مابعد پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ اللہ کے سوائے کوئی حاکم نہیں اس نے تفصیل کے ساتھ کتاب نازل فرمائی۔ اور جن کو یہ کتاب نازل فرمائی۔ اور جن کو یہ کتاب دی ہے وہ بھی اس کو جانتے ہیں کہ فی الواقع یہ رب کی طرف سے ہے۔ تیرے رب کی باتیں پوری ہو چکی ہیں اور ان کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔

کیسی سیدھی بات ہے۔ کلمہ بات کو کہتے ہیں پھر کیا لا مبدل لکلمات اللہ کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ قرآن کو کوئی شخص غلط نہیں لکھ سکتا۔ یا کیا حافظ لوگ بعض وقت اس کو غلط نہیں پڑھتے۔ پھر کیا اس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ کوئی شخص اس کو بدلا نہیں سکتا۔ یا کیا اللہ کوئی کلمہ نازل نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ تیرے رب کی بات صدق اور انصاف سے ٹھیک پوری ہوئی اور کبھی کوئی اللہ کی باتیں بدلانیوالا نہیں۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پورا ہو کر رہتا ہے۔ مثلاً فرمایا انا لننصر رسلنا۔ تو ہمیشہ پورا ہوا۔ نبی کریم کو تسلی دی کہ تیرے ساتھ بھی وعدے ہوئے کہ تو مظفر و منصور ہوگا اور تیرے دشمن ناکام ہوں گے یہ باتیں پوری ہو کر ہی رہیں گی۔ پس تیرے رب کی باتیں سچی ہیں یعنے جو کچھ پیشگوئیاں خدا نے رسول کی نسبت بتلائی ہیں یہ اٹل ہو کر رہینگی اور ضرور پوری ہونگی مثلاً کفار مکہ کو کہا تجزون بما کنتم تعملون۔ یہ اٹل ہے۔ اور ضرور بدلہ ملیگا پھر کیسی پوری ہوئی۔
پھر کہا یہ لوگ مال خرچ کریں گے تیری مخالفت پر مگر ان کو اس کے خرچ پر سوائے افسوس کے کچھ نہ ملیگا اور مغلوب کئے جاویں گے۔ کیا یہ بات اٹل پوری ہوئی کہ نہیں۔ کیونکہ وہ تو صدقاً ہیں۔ یعنے سچ ہو کر رہنے والی ہیں ایک دفعہ عروہ نے آنحضرت سے آکر کہا کہ یہ تمہارے ساتھ مختلف قوموں کے لوگ ہیں۔ ایک جتھا نہیں۔ یہ تمہارے اڑے وقت پر کام نہیں آویں گے اور میں اس کا تجربہ کار ہوں۔ شاید اس میں ندامت ہوگی۔ مگر یہ اس کا ظن تھا۔ اور یہ ظن غلط نکلا۔
اب بھی لوگ اسلام کی بربادی کے سامان تلاش کر رہے ہیں۔ مگر دیکھو کہ انہیں کے گھر میں اسلام گھستا جاتا ہے۔ اور ایک دن انکا یہ ظن کہ اسلام برباد ہو جائیگا غلط نکلیگا۔ یہ کیسی سیدھی بات ہے کسی احمق نے اسی آیت پر یہ بھی کہا ہے کہ انجیل مبدل نہیں ہوئی ہم کہتے ہیں کہ یہ تو صاف بات ہے کہ وہ انجیل جو مسیح کی زبان میں تھی یہ نہیں۔ کیا مسیح اردو یا انگریزی بولتا تھا سوائے اس کے اس کے مبدل کے معنے اور کوئی بن سکتے ہی نہیں۔
پھر فرمایا ہے۔ قد جاءک نباء من المرسلین۔ یعنے گذشتہ انبیاء کی باتیں تیرے پاس پہونچی ہیں یعنے جس طرح ان کے مخالف ہمیشہ ہلاک ہوتے رہے ایسے اب تیرے مخالفوں کی بات بھی اٹل ہے۔ پھر فرمایا ہے۔ انا لننصر رسلنا۔ کیا یہ پوری ہوئی کہ نہیں۔ مثلاً مرزا صاحب کی مخالفت پر لوگوں نے کتنا زور لگایا ہے۔ مگر وہی لا مبدل لکلمات اللہ کیسا پورا ہو رہا ہے۔ اندر ہی اندر کشش ہو رہی ہے۔ کوئی ہے جو اس کو ہلا دیوے۔

۲- عربی سیکھنے میں ہماری یہ رائے ہے کہ عربی پانچ قسم کی ہوتی ہے پہلے سب کو اس کو پانچ قسم کی ضرورت ہے۔ اول قرآن کریم کی عربی۔ یہ تو قرآن شریف پڑھنے سے آویگی۔ دوئم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عربی۔ یہ آنحضرت کے کلمات یعنے احادیث کے پڑھنے سے آویگی۔ سوئم۔ صحابہ و تابعین و آئمہ دین کی عربی۔ یہ صحابہ و تابعین و آئمہ دین کے اقوال پڑھنے سے آوے گی۔ چہارم ان بدمعاشوں اور شہدوں (ایام جاہلیت کے شعراء و خطباء) کی عربی۔ جو زمانہ جاہلیت میں گذرے ہیں۔ یہ ان کے اشعار و خطب پڑھنے سے آویگی۔
اب قرآن کے سیکھنے کے اصول یہ ہیں: اول تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے متعلق ابتدائی حالت اتنی تو ہو کہ ایک شخص اپنے طور پر گو خدا کی ہستی کو نہیں جانتا۔ مگر جیسے علوم دنیا میں شروع ہوئے ہیں پہلے فرضی طور پر شروع ہوئے ہیں۔ جیسے یوکلڈ۔ پھر بات فرض سے شروع ہوئی اور انجینیرنگ اور ایسٹرانومی تک جا پہنچے۔ مگر بشرطیکہ فرض سچا اور مفید ہو پھر خدا کی ہستی کو غیب الغیب رنگ میں فرض کرے۔ جیسے قرآن نے فرمایا۔ **یؤمنون بالغیب**۔ اور اس کی اسی طرح اپنے رنگ میں پکارے۔ اور کچھ غرباء اور مساکین کی مدارات اور دستگیری کرے۔ اور فرضی طور پر ہی یہ مان لے کہ خدا کسی کو کچھ عطا بھی کرتا ہے اور اس کا سکالر بھی ہوتا ہے پھر فرضی دعا اور فرضی امداد سے کام لے۔ اس کے سوائے کبھی کوئی راہ مل سکتی ہی نہیں۔
دیکھو ایک پولیس انسپکٹر کو ایک مخبر کہتا ہے کہ فلاں شریف آدمی کے گھر میں میں نے اپنا مال بسرقہ رکھا ہوا ہے اور بوقت تلاشی وہاں سے پکڑ کر لاشی لے لیتا ہے۔ یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ تو چور اور بدمعاش ہے اس کی بات کا کیا اعتبار ہے پس اسکو ایمان بالغیب کہتے ہیں۔
پھر دعاؤں میں اعلے درجہ کی دعا سورہ فاتحہ ہے۔ یہ سیدھی اور صاف دعا ہے کہ ایک ایسی دعا ہے کہ اگر انسان متعصب نہ ہو تو کوئی مذہب میں سے انکار نہیں کر سکتا اور نہ اس کی مثل لا سکتا ہے۔
میں نے ایک برہمو سے پوچھا کہ تمہارا اصول کیا ہے اس نے کہا دعا۔ میں نے کہا تم غلط کہتے ہو کہا کس طرح۔ میں نے کہا مشاہدہ کہا وہ کیونکر۔ میں نے کہا تم اپنی کوئی اعلے درجہ کی

دعا ر سنا دو تو سہی۔ پھر اس کو سخت مرض آگئی اور کچھ دیر بعد ہوش آئی۔ پھر اس کو پرچہ دیکر کہا کہ آپ ہی سنا دیں۔ میں نے کہا دعوے تمہارا اور سناؤں میں۔ خیر اس کے اصرار کرنے پر۔ میں نے سورۂ فاتحہ میں بہت ساری باتیں۔ نظر کہکر سنانا شروع کیا تو اس نے جھٹ نوٹ بک نکالکر نوٹ کرنے شروع کر دیئے اور کہا کہ اصل دعا یہی ہے۔

پھر قرآن سمجھنے کا خاص قاعدہ جو میرا اپنا مجرب ہے پہلا تو یہ ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ دوسرا۔ تقویٰ کے بعد جب قرآن پڑھے تو اپنا خیال و اعتقاد۔ اپنا ارادہ اپنی خواہش۔ مقدم نہ رکھے۔ بلکہ یہ خیال رکھے کہ جو قرآن کا حکم ہوگا وہی میرا ایمان ہوگا۔ پھر دعا کر کے شروع کرے اور یوں یقین کرے کہ یہ قرآن اسوقت مجھ پر نازل ہو رہا ہے۔ میں آدم ہوں یا فرشتہ یا ابلیس و شیطان۔ میں فرعون ہوں یا موسےٰ وغیرہ وغیرہ کل قرآن کو اپنے اوپر چسپان کرتا جاوے۔

پھر ایک نوٹ بک پاس ہو جو بات سمجھ میں نہ آوے اس کو اس میں درج کرتا جاوے پھر جب اسی طرح ایک دور قرآن کا ختم کرے تو پھر۔ بیوی کو بلاوے کہ آؤ اب دو شخصوں پر قرآن نازل ہو رہا ہے۔ پھر اسی میں بھی ایک نوٹ بک رکھے۔ پھر تیسری دفعہ خاص خاص دوستوں۔ احباب اور خادموں کو اور بچوں کو بلا کر سنا دے۔ کہ اب ان سب پر قرآن نازل ہو رہا ہے۔ پھر چوتھی دفعہ عوام مسلمانوں کو سنا دے۔ اور پانچویں دفعہ غیر مذاہب کو سنا دے۔ اسطرح خدا تعالےٰ رفتہ رفتہ کل مشکلات کو حل کریگا مجھے ایک دفعہ الہام ہوا۔ کہ قرآن کے متعلق کوئی مخالف تم پر اگر کسی قسم کا اعتراض کریگا تو ہم تمہیں فوراً اُسکا جواب بتا دیویں گے۔

پھر میں نے قرآن متذکرہ بالا طریق سے قرآن سیکھا ہے۔

۳۔ مسیح کے متعلق۔

لڑکے چار قسم کے ہوتے ہیں اول وہ جو بالکل باپ کے خط و خال اور عادات و اطوار۔ بلکہ امراض بھی۔ لیکر آتے ہیں۔ دویم وہ جو باپ کے زائے اور ماں اور اس کے رشتہ داروں کے رنگ پر ہوتے ہیں۔ سوم وہ جو نہ ماں اور نہ باپ اور ان کے رشتہ داروں کے طرز پر ہوتے بلکہ بالکل نرالے ہوتے ہیں۔ چہارم وہ جو طرز انسانیت سے باہر ہوتے ہیں۔ بلکہ صرف چارپایوں کی طرح پیدا ہوتے ہیں۔

اسمیں سِرّ یہ ہے کہ جس وقت نطفہ رحم میں جاتا ہے۔ تو ہزارہا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اس کل پانی کو باہر نکالدیتی ہیں۔ انسان

کرن نہیں سکتا کہ کتنی دفعہ جماع کیا اور صرف ایک بچہ پیدا ہوا۔ پھر جنگلی اولاد ہوتی ہے اون کی کثرت سے تو منی خارج ہو جاتی ہے اور ایک تھوڑا سا خاص حصہ اندر رہجاتا ہے۔ باقی سب باہر چلا آتا ہے۔ اور چھاتک پھر میں سے صرف ایک کیڑی کے برابر اندر رہتا ہے اس میں بھی سیکڑوں جانور ہوتے مگر وہ بھی سب ضایع ہو جاتے۔

مثلاً دیکھو آم کے پھول۔ پہلے ان کو آندھیاں ضایع کر دیں۔ پھر کیری کو کچھ تو جانور کہا گئے اور کچھ انسان اور بہت سارے حصہ کو اس میں سے ہی ہوا گرا دیتی۔ پھر جو باقی رہتے اس میں سے چٹنی۔ اچار۔ اور مربہ کیواسطے توڑے جاتے۔ پھر جو ان سب صدموں کے بعد باقی رہجاتے وہ بھی سارے کے سارے ایک دم نہیں پکتے۔ پھر مصلحت الٰہی ایسی کہ کروڑ در کروڑ پھولوں میں سے سو پچاس پھل پکتا ہی اسی طرح عورت کو بھی ایک تھیوری کا جوش ہوتا ہے۔ پس علم والے لوگ جانتے کہ جسطرح مرد کے اندر سے رطوبت نکلتی اور اسیقدر عورت کے اندر سے بھی نکلتی ہے اور وہ بھی اوسیطرح ضایع ہوتی جسطرح مرد کی۔ پھر لکھا ہے کہ کوئی خاص حصہ ماں کا اور کوئی خاص حصہ باپ کا آپس میں پیوست ہو جاتا ہے۔ اور اسکی یہ شکل بنتی ہے۔ پھر اس کے درمیان والا ٹکڑا اسمیں سے نکلکر الگ جا کھڑا ہوتا پھر اس کی بھی شکل بنجاتی ہے پھر اس کا درمیانی ٹکڑا الگ جا کھڑا ہوتا اور اس کی پھر یہی شکل بنتی علے ہذا القیاس ایک عرصہ کے بعد ایک مدور شکل میں ایک سلسلہ کی صورت بنتی پھر ان کل شکلوں میں سے جو ہزاروں ہزار ہوتی ہیں صرف ایک کا بچہ بنتا باقی سب ضائع ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوتا تو اس کے ساتھ کتنا بڑا آلائش کا لوتھڑا نکلتا۔ جو وہ ضایع شدہ اجزا ہوتے ہیں اسمیں سِرّ یہ ہے کہ جو حصص کچھ قابلیت رکھتے ہیں وہ چن کر الگ کئے جاتے ہیں پھر اون کے اخلاق اور عادات اس بچہ میں آجاتے ہیں۔ اسمیں غذاؤں اور ملکوں کی آب و ہوا کا بھی کچھ حصہ ہوتا ہے۔ اب علوم نہیں کہ جس جزو کا بچہ بنا ہے وہ ماں کا ہو یا باپ کا۔ ماں باپ کا ہونا نہ ہونا وہاں بھی مرزا صاحب نے مانا ہے۔ کہ مریم کا خاوند کوئی شخص یوسف نامی تھا۔ رہی یہ بات کہ مسیح کس کے نطفہ سے تھا۔ پھر اب ہمیں تو ویسے بھی یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ وہ بچہ آپ کے اجزا سے ہے۔ ... ... ماں کے اجزا کو پیدا ہونیکا سیکڑوں باپ ایسے ہیں کہ جنہوں نے اپنی عمر کے بیسیوں برس کوشش میں

ضایع کر دیئے اور کوئی بچہ پیدا نہ ہوا فقط۔

متقی کون ہے

۱۹ جون ۱۹۰۳ء

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

یہی بات ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو اگر جو خواہ مخواہ رو کرتا ہے اور دلایل معقولات منقولات اور خدا کے نشانات کو ٹالتا جاتا ہے وہ ہرگز متقی نہیں ہو سکتا متقی کو تو ترسان اور لرزان ہونا چاہئے کیا دنیا میں ایسا ہوا ہے کہ جو بیس سال سے برابر ایک انسان رات کو منصوبہ بناتا ہے اور صبح کو خدا کی طرف لگا کر کہتا ہے کہ مجھے یہ وحی یا الہام ہوا اور خدا اُس سے مواخذہ نہیں کرتا اس طرح سے تو دنیا میں اندھیر پڑ جاوے اور مخلوق تباہ ہو جاوے متقی تو ایک ہی بات سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور یہاں تو ہزاروں ہیں زمانہ الگ پکار رہا ہے۔ احادیث منکم منکم کہہ رہی ہیں سورہ نور میں بھی منکم لکھا ہے قساوت قلبی اور بیباکی جسطرح جو زندگی بسر ہو رہی ہے وہ الگ بتا رہی ہے صدی کے سر پر کہتے ہیں کہ مجدد آتا ہے اب ۲۲ سال بھی ہو چکے کسوف و خسوف بھی ہو لیا۔ طاعون بھی آگئی۔ حج بھی بند ہوا ان سب باتوں کو دیکھ کر اب بھی یہ لوگ نہیں مانتے تو ہم کیونکر جانیں کہ ان میں تقویٰ ہے۔ ہم نے بار بار کہا کہ آؤ اور ہمیں باتوں کا کہ تم کو سوال کرنیکا حق ہو پہنچتا ہے وہ پوچھو۔ ان پہ نہیں ہوگا کہ قرآن شریف تو کچھ کہے اور تم کچھ کہو اور ایسے اقوال پیش کرو جو اس کے مخالف ہوں۔ مسیح کا نزول جسمانی آسمان سے مانتے ہیں حالانکہ وہ جب صحیح ہو سکتا ہے جبکہ صعود اول ہو قرآن مسیح کی وفات بیان کرتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ چھت پھاڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ کیا تقویٰ اس بات کا نام ہے کہ یقین کو ترک کر کے توہمات کی اتباع کیجاوے سچے تقوے کا پتہ قرآن سے ملتا ہے کہ دیکھ لیوے کہ پہنچنے والوں نے کیا کیا کام کئے +

روح اخوت

مذکورہ بالا تقریر کے بعد ایک صاحب نے عرض کی کہ حضور بعض ہمارے بھائی ایسے ہیں کہ انہوں نے بیعت کی ہوئی ہے اور راشد اسم

بھی رکھتے ہیں اگر بعض افعال و حرکات ان سے بیجا ظاہر ہوتی ہیں۔ بعض اُن میں سے احادیث کے قایل نہیں۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ سب لوگ ایک طبقے کے نہیں ہوتے۔ خدا تعالےٰ بھی قرآن شریف میں مومنوں کے طبقات بیان کرتا ہے منهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات پ۲۲ کہ بعض اُن میں سے اپنے نفسوں پر ظلم کرنیوالے ہیں اور بعض میانہ رو اور بعض سبقت کرنیوالے۔ دوسری یہ بات ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ترقی آہستہ آہستہ ہی کی تھی ایمان میں بھی اور عمل میں بھی۔ لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلعم مدینہ شریف لائے تو ایک صحابی سے آپ نے ایک ٹکڑا زمین کا مسجد بنانے کے لئے طلب کیا اُس نے عذر کیا اور کہا کہ مجھکو آپ درکار ہے اب یہ اسقدر گناہ کی بات ہے کہ خدا کا رسول مسجد کیلئے زمین طلب کرے اور یہ باوجود مرید ہونے کے اپنی نفسانی ضرورت کو دین کی ضرورت پر ترجیح دیتا ہے لیکن آخر وہی صحابہ تھے کہ جنہوں نے اللہ کیلئے اپنے سر کٹوا لئے۔ ترقی ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ ایکسال انسان کچھ کرتا ہے دوسرے سال کچھ۔ لیکن اگر بدظنی کریں تو اسکی مثال یہ ہوگی کہ ایک مریض ہمارے پاس آتا ہے جو کہ طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہے اور ہم کہہ دیں کہ ایک دو دن دوا دیکر نکالدیں۔ اور دوسرے طور پر لگ کر اُس کا علاج نہ کریں۔ ہمارا کام تو رات دن اُن کے لئے دعا تفرع اور ابتہال میں لگا رہنا ہے مسلمین کا یہ کام نہیں ہوتا کہ ہر ایک بات پر چڑ کر لوگوں سے متنفر ہوتے رہیں ابھی یہ لوگ قابل رحم ہیں اور خدا تعالےٰ انکی اصلاح کے سامان کرتا ہے علاوہ ازیں سب ایکدرجے کے نہیں ہوتے صحابہ میں سے بعض اس درجہ کے تھے کہ عنقریب نبی کے درجہ پر پہونچ جاویں اور بعض ادنے درجے کے جیسے دریا میں موتی بھی ہوتا ہے اور مونگا بھی اور سیپ بھی اور دوسری اشیا مثل سونا اور دوسرے حیوانات کی ایسا ہی جماعت کا حال ہوتا ہے ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھکر اُس کے لئے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اُس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے۔

حکایت

ایک صوفی کے دو مرید تھے ایک نے شراب پی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا۔ دوسرے نے